

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مسئلہ رفع الیدین فی الصلوٰۃ امریکہ کے دیوبندیوں کے شکوک و شبہات کا مدلل رد و ازالہ

منجانب

مصدر شاہد انصاری و اصحاب اہل حدیث

امریکہ

الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده

وعلى آله واصحابه

مسئلہ ترک رفع یدین کی تحریر کو مرتب کرنے والے ماسٹر محمد امین صفدر اوکاڑوی کے شاگرد ابو شعیب محمد عبدالغفار فاروقی ذہبی نے اوکاڑوی کے بارے میں ٹائٹل پر الشیخ المسحوق الثقه لکھا ہے۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اوکاڑوی گستاخ رسول وضاع حدیث، مفتزی علی اللہ (اللہ پر جھوٹ بولنے والا)، دشنام طراز اور سوقيانہ زبان کے حامل تھے۔ ان کی کتب میں سنان کے یہ اوصاف پیش خدمت ہیں۔

(1) اللہ کے نبیوں کی توہین

① رسول اللہ ﷺ کی توہین:

امین صفدر اوکاڑوی لکھتا ہے کہ ”آپ ﷺ نے فرمایا کہ کتا سامنے سے گزر جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (مسلم ص ۱۹۷، ج ۱) لیکن آپ ﷺ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی، اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔“
(تجلیات صفدر جلد ۵ صفحہ ۲۸۸)

تبصرہ: رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی پر ایسا اتہام آپ ﷺ کی شدید گستاخی ہے جس کا ارتکاب امین اوکاڑوی نے کیا۔

② سلیمان علیہ السلام کی توہین:

اوکاڑوی کے الہامی ملفوظات میں سے ایک ملفوظ ملاحظہ فرمائیں۔ باادب اور بے ادب میں فرق واضح کرنے کے لیے سلیمان علیہ السلام اور ہد ہد کے درمیان ایک مکالمہ گھڑا گیا ہے دُبر افضل ہے یا منہ افضل ہے؟
”ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہد ہد پر ندے کو بلایا وہ دیر سے آیا۔

سلیمان علیہ السلام: آنے میں دیر کیوں کی؟

ہد ہد: دو پرندوں کے درمیان مناظرہ تھا اور میں ثالث تھا اس وجہ سے دیر ہو گئی۔

سلیمان علیہ السلام: پرندوں کے درمیان بھی مناظرے ہوتے ہیں؟

ہد ہد: جی ہاں! وہ آپس میں مناظرے کرتے ہیں۔

سلیمان علیہ السلام: مناظرے کا موضوع کیا تھا؟

ہد ہد: مناظرے کا موضوع یہ تھا کہ منہ افضل ہے یا دُبر افضل ہے؟

سلیمان علیہ السلام: بڑا عجیب موضوع ہے! اچھا دلائل کیا تھے؟

ہد ہد: پہلے پرندے نے کہا منہ افضل ہے کیونکہ اوپر ہے اور دیر نیچے ہے۔ دوسرے پرندے نے جواب دیا کہ منہ تکبر کرتا ہے دیر میں تواضع ہے

اس لئے دبر افضل ہے۔ پہلے پرندے نے کہا: منہ تلاوت کرتا ہے، تسبیح کرتا ہے، اللہ کی حمد کرتا ہے اور دبر سے ہمیشہ نجاست نکلتی ہے اس لئے منہ افضل ہے۔ دوسرے پرندے نے کہا: دبر سے جو نجاست نکلتی ہے وہ تو ایک لوٹا پانی سے صاف ہو جاتی ہے لیکن کفر اور گستاخی کی نجاست جو منہ سے نکلتی ہے اس کو سات سمندر بھی پاک نہیں کر سکتے۔

سلیمان علیہ السلام: دلائل تو دونوں کے بڑے وزنی ہیں آپ نے کیا فیصلہ دیا؟

ہد ہد: میں نے فیصلہ یہ دیا ہے کہ جس کے منہ سے کفر اور گستاخی والی نجاست نکلتی ہے اس کی دبر افضل ہے اور جس کے منہ سے نجاست نہیں نکلتی اس کا منہ افضل ہے۔ غیر مقلد کے منہ سے فقہاء کی گستاخی والی نجاست نکلتی ہے اس لئے ان کی دبر افضل ہے اور حنفی کے منہ سے یہ نجاست نہیں نکلتی اس لئے ان کا منہ افضل ہے۔“ (خطبات صفدر ج ۲ ص ۳۶۷-۳۶۸)

قارئین محترم! کیا یہ مکالمہ سلیمان علیہ السلام کی توہین نہیں؟ ہمارے نزدیک تو شریف آدمی ایسی بات نہیں کر سکتا۔ چہ جائیکہ اللہ کے نبی کی نسبت ایسی بات کی جائے۔

(2) ماسٹر امین اوکاڑوی کے قرآن مجید پر بولے گئے بدترین جھوٹ

① اوکاڑوی نے کہا: ”قرآن پاک میں واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن سیر کرتے کرتے سمندر کی طرف جانکے وہاں کیا دیکھا کہ ایک انسانی لاش پڑی ہے، اسے مچھلیاں اور مگرچھ بھی کھا رہے ہیں، کوئے اور چیلے بھی کھا رہے ہیں، اور کچھ ذرات زمین میں بھی ملتے جا رہے ہیں۔“ (فتوحات صفدر ج ۳ ص ۳۶۵)

تبصرہ: قرآن مجید میں یہ واقعہ بالکل موجود نہیں لہذا اوکاڑوی نے قرآن پاک پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

② اوکاڑوی نے کہا: ”قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابو جہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔ قرآن نے ان کو بل ہم قوم خصمون کہا ہے۔“ (فتوحات صفدر ج ۳ ص ۴۰۷)

تبصرہ: قرآن مجید میں یہ الفاظ بالکل نہیں ہیں لہذا یہ اوکاڑوی کا قرآن پاک پر بہتان ہے۔

(3) اوکاڑوی کا رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ

① اوکاڑوی نے لکھا ہے: ”رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: ”لا جمعة الا بخطبة“ خطبہ کے بغیر جمعہ نہیں ہوتا۔“

(مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹)

ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ لہذا اوکاڑوی نے رسول اللہ ﷺ پر یہ جھوٹ بولا ہے۔ اور آپ ﷺ پر جھوٹ بولنے والے کا انجام اہل ایمان بخوبی جانتے ہیں۔

② اوکاڑوی نے لکھا: ”برادران اسلام! اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا نام مسلم رکھا، اسی طرح اہل حدیث کے

مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۶)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی یہ بات قطعاً ثابت نہیں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلحدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام اہلسنت والجماعت رکھا ہے۔ لہذا اوکاڑوی نے یہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔

③ اوکاڑوی نے لکھا ہے کہ ”آپ ﷺ نے فرمایا: ”لا یقرؤا خلف الامام“ کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۶۷۶) (جزء القرأت ترجمہ و تشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں۔

④ اوکاڑوی نے لکھا: ”جس طرح منکرین سنت کے بارے میں رسول اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ان سے سوال کرنا گدھا حلال ہے یا حرام؟“ (تجلیات صفدر جلد ششم صفحہ ۸۹)

تبصرہ: ایسی کوئی روایت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ آپ ﷺ پر یہ اوکاڑوی کا جھوٹ ہے۔

⑤ اوکاڑوی نے کہا: ”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔“

فاستفتح النبی ﷺ من السورة

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابو بکر سورہ پڑھ رہے تھے۔“

(فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۳۶ تا ۳۳۷)

تبصرہ: مذکورہ روایت کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ بیان بالکل جھوٹ ہے کہ: ”حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔“ جب کہ آل دیوبند کے ”شیخ الحدیث“ فیض احمد ملتانی نے اس روایت کے بارے میں لکھا: ”کہ آنحضرت ﷺ کی مرض وفات میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مکبر بنے۔“ (نماز مدلل ص ۱۱۵)

اوکاڑوی کی پیش کردہ غیر ثابت روایت کے مطابق بھی رسول اللہ ﷺ امام بنے۔ لیکن اوکاڑوی نے رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھا۔

(4) اوکاڑوی کی دشنام طرازی

① امین اوکاڑوی نے امام احمد بن سعید دارمی کے بارے میں لکھا ہے کہ اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے۔

تبصرہ: امام احمد بن سعید رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب وغیرہ میں مذکور ہیں۔ صحیحین کے راوی ہیں اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔ کسی امام محدث نے ان کے متعلق ایسی بات نہیں کہی۔ اپنے خلاف آنے والی حدیث کو بیان کرنے والے امام کے متعلق ایسے نازیبا الفاظ کس بات کا شاخسانہ

② سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک وتر پڑھنے پر اوکاڑوی کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اس روایت میں یہ بھی تو ہے کہ حضرت عبدالرحمن اللیثی جو صحابی ہیں انہوں نے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ایک رکعت پڑھتے دیکھا تو یہ فرمایا اوہم الشیخ یعنی کوئی شخص وہم سے یا بھول کے ایک رکعت پڑھ لے تو یہ ممکن تھا مگر بغیر وہم اور بھول ایک رکعت کا پڑھنا اس دور میں کسی کے وہم میں بھی نہیں آ سکتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی کوئی ایک حدیث پیش نہ فرما سکے کہ یہ وہم نہیں بلکہ میں فلاں حدیث پر عمل کر رہا ہوں۔
(تجلیات صفدر جلد پنجم صفحہ ۱۳۰)

تبصرہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق کہنا کہ وہ کوئی حدیث پیش نہ کر سکے یہ ایسی من گھڑت بات ہے کہ جس سے صحابی رضی اللہ عنہ کی توہین کا پہلو واضح ہو رہا ہو۔

(5) مذهب کے نام پر اوکاڑوی کے جھوٹ

① رفع الیدین کی ایک حدیث جو صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲) میں موجود ہے کا مذاق اڑاتے ہوئے اوکاڑوی نے کہا ہے ”اور یہ جو دسویں انہوں نے گنی ہے۔ اذ اقام من الرکعتین یہ بھی موطا میں نہیں ہے۔ اب یہاں پانچ کو جو دس بنایا گیا ہے اس کا جواب ہمیں دیا جائے۔ مدینے میں پانچ ہے اور بخارے میں جا کر دس ہو گئی ہے۔ مدینے میں امتی کا قول ہے اور بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔“ (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۵۳)

ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ اعتراض کہ: ”بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔“ کیا یہ امام بخاری رحمہ اللہ اور صحیح بخاری کا استخفاف نہیں ہے؟ ثانیاً: اوکاڑوی کی یہ بات بالکل جھوٹ ہے اس کے لیے علماء دیوبند کی گواہیاں پیش خدمت ہیں۔
(۱) محمد اسحاق ملتانی دیوبندی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

”اس کے بعد میرے دل میں ”صحیح بخاری“ کی تدوین و ترتیب کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال کی مدت میں اس کی تکمیل کی۔ سب سے پہلے اس کا مسودہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لکھا۔“ (شمع رسالت کے پروانوں کے ایمان افروز واقعات ص ۳۷۳)
(۲) دیوبندیوں کے ”حکیم الاسلام“ قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

”کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے مکہ مکرمہ (زادہ اللہ شرفاً و کرامتاً) میں سولہ برس گزارے ہیں اور وہیں بخاری رحمہ اللہ کی تکمیل فرمائی ہے۔“

(خطبات حکیم الاسلام ج ۶ ص ۷۲)

(۳) ماسٹر امین اوکاڑوی کے مربی و محسن اور دیوبندیوں کے شیخ سرفراز خاں صفدر نے لکھا ہے:

”اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے کہ بخاری و مسلم دونوں کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔“ (احسن الکلام حصہ اول ص ۲۳۴)

تبصرہ: قارئین محترم! عبدالغفار دیوبندی کے استاد اوکاڑوی نے کتنی ڈھٹائی کے ساتھ امام بخاری، صحیح بخاری اور حدیث رسول کی تضحیک کرتے

ہوئے ایسی بات کہی جو کہ روزِ روشن کی طرح واضح جھوٹ ہے۔

② اوکاڑوی نے ثقہ امام عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہا:

”میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو بالکل ہی غلط ہے کہ ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کے وقت تک کسی

ایک شہر میں دو صحابہ موجود ہوں۔“ (مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۴۰)

دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی اعلان کرتے ہیں کہ:

”مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی ہیں۔ دو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف

حاصل ہے۔“ (مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۵۵)

تبصرہ: ان دونوں متضاد عبارتوں میں ایک عبارت کا بالکل جھوٹ ہونا واضح ہے۔ طوالت کے خدشہ سے انہی عبارات پر اتفاق کرتے ہیں حالانکہ

ان جیسی سینکڑوں عبارات موجود ہیں جو کسی اور مجلس میں پیش کی جائیں گی۔ (انشاء اللہ)

استاد کا حال تو آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں اب اس تحریر کے مرتب شاگردِ خاص عبدالغفار جو کہ چنی گوٹھ تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور کا

سابقہ (۔۔۔۔۔) ہے۔ یہ شخص بد زبان بہتان طراز اور مغالطات، اکاذیب میں اپنے پیش رو ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی کے نقش قدم پر چلنے والا

ہے۔ ان کی یہ تحریر اس بات کی شاہد ہے اور دیوبندی رسالہ ”قافلہ حق“ کے شمارہ جات بھی ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

مسلک اہلحدیث کے بہترین تحریر نگار اور مبلغ ”محمد زبیر صادق آبادی“ نے عبدالغفار دیوبندی کے ۱۰۰ جھوٹ سے نقب کشائی کی ہے۔ اس

دلچسپ تحریر کو پڑھنے کے لیے ملاحظہ فرمائیں: ”ماہنامہ الحدیث حضور“ شمارہ نمبر ۸۰، جنوری ۲۰۱۱ء۔

عبدالغفار دیوبندی کی یہ تحریر ”مسئلہ ترکِ رفع الیدین“ اکاذیب، مغالطات، جھوٹے الزامات اور باطل دعووں، ضعیف اور موضوع روایات کا مجموعہ ہے۔

تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عبدالغفار دیوبندی لکھتا ہے: ”امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نماز کے شروع میں رفع الیدین کے قائل ہیں اور رکوع اور سجدوں کی رفع الیدین والی احادیث کو منسوخ قرار دیتے ہیں“

تبصرہ: عبدالغفار دیوبندی کا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ پر صریح جھوٹ ہے۔ ان دونوں اماموں سے ایسا کچھ بھی ثابت نہیں ہے۔

(۲) عبدالغفار دیوبندی لکھتا ہے: ”چاروں آئمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ رکوع اور سجدوں کا رفع الیدین کرنے اور نہ کرنے دونوں صورتوں میں نماز درست ہوگی اور اس کا دہرانا لازم نہیں بلکہ یہ مسئلہ صرف اولیٰ وغیر اولیٰ کا ہے۔“

تبصرہ: اعادہ صلوٰۃ سے قطع نظر یہ بھی آئمہ اربعہ پر جھوٹ ہے۔ کہ ان کے نزدیک یہ اختلاف صرف اولیٰ وغیر اولیٰ کا ہے۔ جب کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کی نماز کے بارے میں جو رفع الیدین کی احادیث سننے کے باوجود رفع الیدین نہ کرے، نقصان کے قائل ہیں۔

(مسائل احمد و روایت ابی داؤد و ص ۵۰)

رفع الیدین کو جنگی مسئلہ بنانے والا کون؟

(۳) عبدالغفار دیوبندی لکھتا ہے: غیر مقلدین نے اسے جنگی مسئلہ قرار دے دیا ہے۔

تبصرہ: اہلحدیث پر یہ بہتان ہے۔ کسی شخص یا فرقہ کی سنت سے دشمنی پر شدت آجانا ایک ایمانی تقاضا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دیوبندیوں نے اسے جنگی مسئلہ قرار دیا اور رفع الیدین کرنے والوں پر کفر کے فتوے لگائے اور اپنی مساجد سے نکالا۔

☆ مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے لکھا ہے: ”اصل بات یہ تھی کہ بعض حنفیوں نے اہلحدیث یعنی غیر مقلدین زمانہ کو رفع الیدین پر کافر کہنا شروع کر دیا تھا“ (تذکرۃ الخلیل ص ۱۳۲-۱۳۳ حاشیہ)

☆ مولانا رشید احمد گنگوہی تو ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یہاں تک لکھتے ہیں کہ:

اگر کوئی غیر مقلد ہمارے پاس جماعت میں کھڑا ہو اور رفع الیدین اور آمین بالجہر کرتا ہوں تو اس کے پاس کھڑے ہونے سے ہماری نماز میں تو کچھ خرابی نہ آئی گی یا ہماری نماز میں بھی کچھ فساد واقع ہوگا؟

(جواب) کچھ خرابی نہ آئے گی۔ ایسا تعصب اچھا نہیں وہ بھی عامل بالحدیث ہے اگرچہ نفسانیت سے کرتا تو فعل تو فی حد ذاتہ درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۸)

☆ مولانا محمود الحسن دیوبندی اپنے دیوبندی احباب کی شکایت کرتے لکھتے ہیں: ”کہ رفع الیدین میں تو باوجود احادیث صریحہ کے امام کی آڑ پکڑیں اور کہیں کہ امام کا مذہب نہیں اور خوب جمیں اور خفیت کا دعویٰ کریں اگر کوئی غیر مقلد رفع الیدین کرے تو اخراج من المسجد کا حکم

دیں تاکہ پاس والوں کی نماز خراب نہ ہو۔“ (الورد الشاذلی جامع الترمذی ص ۵۲)

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ دیوبندیوں نے اسے جنگی مسئلہ بنا رکھا ہے۔

کیا رفع الیدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی؟

(۴) عبدالغفار دیوبندی نے یہ لکھا ہے کہ ”..... یہ جھوٹ بولا جا رہا ہے کہ رفع الیدین کے بغیر نماز نہیں ہوتی رفع الیدین نہ کرنے والا گناہ گار ہے۔“

تبصرہ: کبھی کسی اہلحدیث عالم نے رفع الیدین کے بغیر نماز نہ ہونے کا فتویٰ نہیں لگایا لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سنت رفع الیدین کی کوئی اہمیت نہیں۔ سنت کا تارک یقیناً گناہ گار ہے اور سنت کا علم ہونے کے باوجود تقلید شخصی کے تعصب اور سنت دشمنی میں رسول اللہ ﷺ کی ثابت شدہ سنت کا منکر یقیناً اپنا ایمان، اسلام گنوا بیٹھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بہتان

(۵) عبدالغفار دیوبندی کہتا ہے کہ ”اگر رفع الیدین نہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی تو کیا آخری زمانہ میں خود رسول اللہ ﷺ کی نماز نہیں ہوتی تھی؟ کیا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین رضی اللہ عنہم نماز میں رفع الیدین نہ کرنے پر گناہ گار ہوتے تھے۔“

تبصرہ: عبدالغفار دیوبندی نے اس عبارت میں رسول اللہ ﷺ، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور کبار تابعین رضی اللہ عنہم پر جھوٹ بولا ہے کہ وہ رفع الیدین نہیں کیا کرتے تھے۔

تشدد گرد کون؟

(۶) عبدالغفار دیوبندی لکھتا ہے کہ ”غیر مقلدین کے تشدد کی ایک اور مثال یہ ہے کہ اگر نماز میں ”اختلافی رفع یدین“ (یعنی رکوع والا، جس پر ائمہ کا اختلاف ہے) کیا جائے تو اسے ”محمدی نماز“ کا نام دے دیتے ہیں اور اگر رفع الیدین نہ کرنے والی صحیح احادیث نبوی ﷺ پر عمل کیا جائے تو صحیح احادیث کو ”حنفی/ مالکی نماز“ کا نام دے کر رد کر دیتے ہیں۔ تو ہم نیویارک کے تمام غیر مقلدین سے کہتے ہیں کہ سجدوں کی صحیح احادیث پر ”عمل بالحدیث“ کر کے فوراً ”محمدی نماز“ پڑھنا شروع کر دیں اور ”غیر مقلدی نماز“ پر ضد چھوڑ دیں۔“

تبصرہ: ہمارا منہج ہے کہ نماز تکبیر تحریمہ سے لے کر سلام تک رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق پڑھنی چاہئے۔ اور اسی بات کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا۔ امت میں جب تقلید شخصی کا ظہور ہوا تو فرقہ پرستی نے زور پکڑا۔ عقائد سے لے کر عبادات اور معاملات میں امت باہم دست و گریباں ہو گئی نماز جعفری، نماز حنفی، نماز مالکی، نماز شافعی، نماز حنبلی متعدد نمازیں مختلف طریقوں کے ساتھ سامنے آئیں۔ ان حالات میں ان فرقہ دارانہ طریقہ نماز کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ والی نماز کو اختیار کرنا اور اسے نماز محمدی کہنا لائق تحسین ہے۔ علمائے دیوبند کو نماز حنفی پر اتنا افتخار ہے کہ انہوں نے باقاعدہ اس عنوان (نماز حنفی) سے کتابیں لکھی ہیں جو مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ مثلاً خیر محمد جالندھری دیوبندی کی کتاب نماز حنفی آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

بخاری شریف کے نام پر دھوکہ دہی یا دیوبندیوں کی بخاری شریف سے بغض و جلن

عبدالغفار دیوبندی نے لکھا ہے کہ غیر مقلدین بخاری شریف کے نام پر عوام کو مغالطہ دیتے ہیں۔
تبصرہ: قارئین محترم! اہلحدیث توحی الہی قرآن مجید اور احادیث صحیحہ پر عمل کی دعوت دیتے ہیں۔ اور صحیح بخاری احادیث صحیحہ مرفوعہ کا مجموعہ ہے۔
اس کو پڑھنے سے دین کا فہم حاصل ہوتا ہے اور سنت پر عمل کرنے کی توفیق نصیب ہوگی اور تقلید شخصی کا خاتمہ ہوگا۔ یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے دیوبندی صحیح بخاری کے خلاف اپنے سینوں میں بغض رکھتے ہیں۔

دیوبندی علامہ قاضی محمد زابدالحسینی لکھتے ہیں: فقہ حنفی کے لیے قرآن وحدیث کا مطالعہ زوروں پر ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بارہ سو سال سے مرتب شدہ مسائل میں موشگافیاں کی جا رہی ہیں۔ کتب حدیث کا اردو زبان میں صرف ترجمہ کر کے عدم تقلید کا دروازہ کھولا جا رہا ہے۔ اس کے نتیجہ میں علماء اور راہنہ کی جگہ صرف اردو خوان اور اردو دان طبقہ لے کر مارقیت کی اشاعت کر رہا ہے۔ حالانکہ ہر مقلد کے لیے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔ جیسا کہ مسلم الثبوت میں ہے۔

ام المقلد فمستندہ قول المجتہد

اب اگر ایک شخص امام ابوحنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ ہی وہ امام ابوحنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن وسنت کا بطور دلیل مطالبہ کرتا ہے تو وہ بالفاظ دیگر اپنے امام اور راہنہ کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا۔ (دفاع امام ابوحنیفہ تالیف عبدالقیوم حقانی ص ۲۶)
تبصرہ: مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر آپ کو بخوبی علم ہوگا کہ ان لوگوں کو قرآن وحدیث سے کتنی محبت ہے؟؟ اب آپ ہی اندازہ لگائیں کہ یہ اہلحدیث پر الزام ہے یا حقیقت میں دیوبندی کی حدیث دشمنی ہے؟؟؟

رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ

عبدالغفار دیوبندی نے لکھا ہے کہ ”بتصریح غیر مقلدین سیدنا واکل بن حجر رضی اللہ عنہ کے وطن واپس جانے کے اسی یا نوے دن بعد نبی اقدس ﷺ کی وفات ہوئی۔“

”رسول اکرم ﷺ کی نماز مولانا اسماعیل سلفی غیر مقلد ص ۵۱“

لہذا ان تین مہینوں میں امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بالیقین رکوع وسجود کی رفع الیدین ترک کر دی یعنی چھوڑ دی۔“
تبصرہ: قارئین محترم! عبدالغفار دیوبندی کا یہ بدترین کالا جھوٹ ہے اس کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل تین مہینوں کے اندر اندر بالیقین رکوع والا رفع یدین چھوڑ دیا۔ قیامت کی صبح تک کوئی مائی کالال دیوبندی اس مذکورہ بالا دعویٰ کو ثابت نہیں کر سکتا۔ اور عبدالغفار دیوبندی بھی اس دعویٰ کو ثابت کرنے سے عاجز رہے کہ اپنی پوری تحریر میں کوئی ایک دلیل بھی اپنے اس دعویٰ پر پیش نہ کر سکے۔

قارئین محترم! دیوبندی حضرات کا دعویٰ جو عبدالغفار دیوبندی نے اپنی تحریر میں نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے زندگی کے آخری زمانہ میں

رکوع وسجود کی رفع یدین ترک کر دی۔ یعنی چھوڑ دی..... لہذا اہلسنت والجماعت احناف نے بھی تکبیر تحریمہ کی رفع یدین کے سوارکوع وسجود کو رفع یدین کو متروک ومنسوخ سمجھ کر ترک کر دیا یعنی چھوڑ دیا۔ (بالفظہ)
تبصرہ: اپنے اس دعویٰ کو پیش کردہ روایات میں سے کسی ایک روایت سے بھی ثابت نہیں کر سکے۔

اہلسنت والجماعت کون؟؟؟

(۱) عبدالغفار نے دیوبندی جماعت کو بار بار اہلسنت والجماعت لکھا ہے۔ حالانکہ یہ مرجئی ہیں: جن کا موقف ہے کہ ایمان کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ (شرح العقائد النسفیہ ص ۱۲۲)

اور اہلسنت والجماعت کے نزدیک ایمان میں کمی اور زیادتی ہوتی ہے۔

(۲) دیوبندی جہمیہ، معتزلہ، ماتریدی ہیں: جو اللہ تعالیٰ کی کئی صفات کا انکار اور تاویل کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ید (ہاتھ) نزول (آسمان دنیا پر اترنا) اللہ کی جہت علو، عرش پر مستوی ہونا وغیرہ۔

(عقائد علماء دیوبند خلیل احمد سہارنپوری مطبوعہ ادارہ اسلامیات ص ۳۰، ص ۲۸/ مسلک علمائے دیوبند ص ۷۷)
(۳) دیوبندی حضرات وجودی ہیں: کہ بندہ اللہ ہو جاتا ہے۔ یا بندہ اور اللہ میں فرق نہیں ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر کی نے لکھا ہے کہ: ”اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہئے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے۔“ (کلیات امدادیہ صفحہ ۱۸)
مزید لکھتے ہیں کہ: ”اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے۔“
(کلیات امدادیہ صفحہ ۳۵-۳۶)

اس کے مقابلے میں کہتے ہیں کہ عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔ (شائم امدادیہ ص ۳۲)

مزید بد عقید گئیں:

(۴) خواب میں لا الہ الا اللہ تھانوی رسول اللہ اور بیداری میں اللہم صلی اللہ سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی تھانوی پڑھنے والے مرید کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب تسلی دیتے ہیں۔ (رسالہ الامداد ص ۳۵)
(۵) قبر پرستی: علمائے دیوبند کے نزدیک قبروں سے باطنی فیوض پہنچتا ہے اور یہ مشائخ دیوبند کا معمول ہے۔

(عقائد علماء دیوبند مع حواشی محمود عالم صفحہ ۵۸)

☆ اشرف علی تھانوی اسی مسئلہ پر ایک عملی صورت پیش کرتے ہیں: ”جب اثر مزار شریف کا بیان آیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے حضرت کا ایک جولاہا مرید تھا۔ بعد انتقال حضرت کے مزار شریف پر عرض کیا کہ حضرت میں بہت پریشان ہوں اور روٹیوں کا محتاج ہوں کچھ دستگیری فرمائیے۔ حکم ہوا کہ تم کو ہمارے مزار سے دو آنے یا آدھ آنہ روز ملا کرے گا۔ ایک مرتبہ زیارت مزار کو گیا وہ شخص بھی حاضر تھا، اس نے کل کیفیت بیان کر کے کہا کہ مجھے ہر روز وظیفہ مقرر پائیں قبر سے ملا کرتا ہے (حاشیہ) قولہ وظیفہ مقررہ قول یہ منجملہ کرامات ہے۔“

فرقہ دیوبندیہ کا ظہور

(۶) برصغیر پاک و ہند میں دارالعلوم دیوبند بننے پر دیوبندی فرقہ کا ظہور ہوا۔

① قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے لکھا: ”غرض مسلک علمائے دیوبند محض نظری مسلک نہیں بلکہ عملی طور پر ایک مستقل دعوت ہے جو آج سے سو برس پہلے سے دی گئی اور آج سوا سو برس کے بعد بھی دی جا رہی ہے۔“ (علمائے دیوبند کا دینی رخ اور مسلکی مزاج ص ۱۷۷)

② مزید ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”علمائے دیوبند کا نقطہ آغاز دارالعلوم دیوبند سے ہے۔۔۔“

اس مسلک کے لحاظ سے اگر دارالعلوم دیوبند کی تاریخ کو سامنے رکھا جائے تو اس کے اسلاف اور مؤسسین صرف مدعیانِ مسلک ہی نہ تھے بلکہ مسلک کا عملی نمونہ بھی تھے۔ اور بالخصوص حضرت بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہ مسلک کے ان نظری اور عملی پہلوؤں کا مجسم پیکر تھے۔ گویا اس مسلک جامع کو اگر مجسم کہا جائے تو حضرت نانوتوی کی ذات بن جاتی ہے جس کے قول و عمل سے نہ صرف اس مسلک کے سارے گوشے واشکاف ہوئے بلکہ دارالعلوم دیوبند کی بناء اغراض و مقاصد بھی اس مسلک کی روشنی میں مشخص ہوئے جو حضرت کی ذہن میں منجانب اللہ ودیعت کئے گئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک مسلکی اجزاء کو تحریروں میں منضبط اور مدون کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی بلکہ ان بزرگوں کا عمل اور تعامل مابعد ہی مسلک کی صورت آنکھوں کے سامنے پیش کرتا رہا اور جماعت دیوبند اس پر گامزن رہی۔“

(مسلک علمائے دیوبند ص ۷۷-۷۸)

ان دونوں عبارتوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ مسلک دیوبند کے موجد مولانا قاسم نانوتوی ہیں، یہ مسلک انہیں کی ذہنی روشنی کا نتیجہ ہے اور اس فرقہ کی عمر سو سے سوا سو سال ہے۔ اس فرقہ کے بانی حضرات مولانا قاسم نانوتوی اور موبدین مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا یعقوب نانوتوی، مولانا محمود الحسن دیوبندی وغیرہم ہیں۔ اور ان کے سرخیل حاجی امداد اللہ مہاجر کی جو دیوبندیوں اور بریلویوں کے مشترکہ پیر و مرشد تھے۔ معتبر دیوبندی کتب سے ظاہر ان حضرات کے افکار و نظریات کی جھلک ملاحظہ فرمائیں:

مولانا قاسم نانوتوی

(۱) آپ صاحبِ قبر کو مخاطب کر کے دعا کے لیے کہا کرتے تھے۔ بلکہ قبروں پر جانے کا انداز کچھ یوں ہے۔ مولوی طیب دیوبندی لکھتے ہیں کہ حضرت نانوتوی۔ اپنے بزرگوں سے میں نے یہ سنا کہ: ”کلیر شریف تشریف لے جاتے تو ڈر کی سے پیدل ننگے پاؤں ہو لیتے اور شب کو روضہ میں داخل ہو کر کوڑ بند کر دیتے اور تمام رات حضرت صابر کے مزار پر تنہائی میں گزارتے تھے۔ بلکہ آپ قبروں پر مراقب بھی ہوا کرتے تھے۔ دیکھئے (سوانح قاسمی حصہ دوم ص ۲۹-۳۰)

(۲) نانوتوی مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آ گئے۔ (ارواحِ ثلاثہ یعنی حکایات اولیاء ص ۲۱۲)

(۳) آپ نے جاگتے ہوئے راؤ عبدالرحمن دیوبندی کو رسول اللہ ﷺ سے صحیح بخاری پڑھتے دیکھا۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۲۱)

- (۴) نانوتوی کو نبی پاک ﷺ جاگتے ہوئے اپنی چادر میں لپیٹ لیا کرتے تھے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۰۶)
- (۵) جناب پرمدار سے کاچندہ کھانے کا الزام لگاتو کہنے لگے کہ میں نے (بیداری) حالتِ ذکر میں دیکھا کہ نبی پاک ﷺ اور خلفائے راشدین نے آکر حساب چیک کیا جو کہ درست تھا۔ (ارواحِ ثلاثہ حکایت ۴۴۰)
- (۶) نانوتوی کے نزدیک نبی پاک ﷺ پر ایک لمحہ کے لیے بھی موت نہیں آئی۔ (آبِ حیات ص ۳۶، ۱۶۶، ۱۶۷)

مولانا رشید احمد گنگوہی

- (۱) مولانا رشید احمد گنگوہی قبروں سے فیوض کے قائل تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۹، ۲۳۵)
- (۲) گنگوہی کے دل میں نبی پاک ﷺ بارہ سال رہے۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۴۹)
- (۳) اللہ نے گنگوہی سے وعدہ کیا کہ وہ ان کے منہ سے غلط بات نہیں نکلوائے گا۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۵۰)
- (۴) مولوی عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے گنگوہی کے حالات زندگی پر کتاب تذکرۃ الرشید لکھی۔ جس کے حصہ دوم صفحہ ۲۴۲ پر ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔ ایک دیوبندی پیر نے کہا: ”(زنا) کرنے اور کروانے والا اللہ ہے۔“ ایسے دیوث بے ایمان پیر کی تعریف کرتے ہوئے گنگوہی نے اسے تو حید ہی میں غرق قرار دیا ہے۔
- (۵) گنگوہی کا قلم عرش الہی سے پرے چلتا تھا۔ (تذکرۃ الرشید ۲/۳۲۲)
- (۶) گنگوہی ”علیم بذات الصدور“ تھے۔ (واقعات از تذکرۃ الرشید ۲/۲۲۳، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۰۹، ۱۷۳)
- (۷) گنگوہی مشکل کشا اور حاضر و ناظر بھی تھے۔ (واقعات از تذکرۃ الرشید ۲/۲۱۵، ۲۱۲)
- (۸) سلام لینے سے آپ کا دل کا حال جان لیتے تھے۔ (واقعہ از تذکرۃ الرشید ۲/۳۱۲)

مولانا یعقوب خانوتوی

- (۱) یعقوب خانوتوی نے اللہ کی گستاخی کی۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۶۹)
- (۲) نانوتوی کی قبر سے لوگوں کو شفا ملتی تھی۔ (ارواحِ ثلاثہ ص ۲۷۴-۲۷۵)
- (۳) آپ کا ملفوظ ہے کہ ”کسی حدیث کو سن کر عام آدمی کو نہیں چاہئے کہ اپنی سمجھ کے موجب عمل کرے اور تقلید چھوڑے“
- (مکتوبات و بیاض یعقوبی ص ۴۴)

شیخ الہند محمود الحسن دیوبندی

- (۱) آپ نے محارمِ حقیقی (ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) کے ساتھ نکاح کو نکاحِ صحیح قرار دیا ہے۔ (ادلہ کاملہ ص ۱۸۸، ۱۹۱)
- (۲) آپ قولِ مجتہد (ابو حنیفہ، ابو یوسف، محمد بن حسن) کو قولِ رسول شمار کیا کرتے تھے۔ (الورد الشذی ص ۲، تقاریر شیخ الہند ص ۲۴)
- (۳) آپ نے تقلید کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیت میں اضافہ کرنے سے بھی دریغ نہ کیا۔ ”فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ و

الرسول“ اس آیت کے ساتھ ”والی اولی الامر منکم“ کا اضافہ کر دیا۔ (ایضاح الادلہ ص ۹۷)

۴) آپ نے ایک مسئلہ میں امام شافعیؒ کے موقف کو احادیث کی بنیاد پر ترجیح دیتے ہوئے حق و انصاف کا اقرار کیا مگر باوجود اس کے کہا کہ ہم مقلد ہیں اور ہم پر ابوحنیفہ کی تقلید واجب ہے۔ (تقریر ترمذی ص ۴۹)

اختصار کے پیش نظر ہم انہی حوالوں پر اکتفاء کرتے ہیں۔ ان حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ دیوبندی اہلسنت والجماعت نہیں۔ بلکہ باطل نظریات و افکار کا معجون مرکب ہیں۔

غیر مقلد کا طعنہ:

عبد الغفار دیوبندی نے اپنی تحریر میں اہلسنت والجماعت اہلحدیث کے لیے بار بار غیر مقلد، غیر مقلدین کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ غیر مقلد کا معنی ہے تقلید نہ کرنے والا۔

امام طحاویؒ کہتے ہیں: ”وہل یقلد الا عصبی؟ او غبی؟“ (لسان المیزان جلد ۱ ص ۳۸۴)

یعنی ”تقلید کرنے والا متعصب اور کند ذہن ہے۔“

اس سے یہ بات واضح ہوئی کہ اہل حدیث وہ افراد ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے فرمان کے فرمان کے مقابلہ پر متعصب نہیں اور نہ ہی کند ذہن ہیں۔ والحمد للہ

اگر عبد الغفار دیوبندی لفظ غیر مقلد سے مطعون کرنا چاہتے ہیں تو وہ جان لیں!

☆ اشرف علی تھانویؒ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کا غیر مقلد ہونا یقینی بات ہے۔ (ملفوظات حکیم الامت جلد ۲ ص ۳۳۲)

☆ امام طحاوی حنفیؒ لکھتے ہیں کہ آئمہ اربعہ غیر مقلد ہیں۔ (حاشیہ طحاویؒ علی الدر المختار جلد ۱ ص ۵۱)

آئمہ کا غیر مقلد ہونا اگر فضیلت ہے تو ہم شریک ہیں انشاء اللہ۔ اور اگر طعن ہے تو عبد الغفار دیوبندی فکر کر لے کہ وہ آئمہ اربعہ اور بالخصوص امام ابوحنیفہؒ پر طعن کر رہا ہے۔

مطالبہ روایت

عبد الغفار دیوبندی نے اپنی تحریر میں مطالبہ کیا ہے کہ غیر مقلدین اپنے عمل اور دعویٰ کے مطابق خلفاء راشدین اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت صحیح سند سے ثابت کریں۔

اس پر عرض ہے عبد الغفار دیوبندی کے استاد ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی نے اپنے شرائط کے مطابق روایات کا مطالبہ کرنا مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت بتائی ہے۔ (مجموعہ رسائل جلد ۱ ص ۱۷۷)

اہلحدیث کے خلاف وہ کیوں اس سنت پر گامزن ہے؟

دیوبندی دلیل نمبر (۱)

عبدالغفار دیوبندی نے لکھا ہے کہ:

عن علیؑ مرفوعاً انه كان يرفع يديه في اول الصلوة ثم لا يعود (قال ابو شعيب اسنادہ صحیح و رواہ ثقات)

سیدنا علی المرتضیٰؑ (المتوفی ۴۰ھ) روایت کرتے ہیں کہ نبی اقدس ﷺ اول نماز میں رفع الیدین کرتے تھے، پھر پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ (اس حدیث کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں)۔

تبصرہ: عبدالغفار دیوبندی نے سیدنا علیؑ سے منسوب یہ روایت العلل دارقطنی اور نصب الراية کے حوالے سے پیش کئے۔ اور دونوں جگہ امام دارقطنی اور زیلعی حنفی کے تبصرہ کو جان بوجھ کر چھوڑ گئے۔ جس میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ انھشلی پر اس بارے میں اختلاف کیا گیا۔ عبدالرحمن بن سلیمان عنہ عن عامر بن کلیب عن ابیہ عن النبی ﷺ وہ اس کو مرفوع بیان کرنے میں وہم کا شکار ہوئے ہیں۔ اور اس کی ثقات آئمہ کی جماعت نے مخالفت بھی کی ہے جن میں عبدالرحمن بن معدی، موسیٰ بن داؤد، احمد بن یونس وغیرہم انہوں نے ابوبکرؓ انھشلی سے سیدنا علیؑ پر اس کو موقوفاً روایت کیا ہے۔ اور یہی (موقوفاً) درست ہے۔ (نصب الراية جلد ۱ ص ۴۸۰، العلل الوارده للدارقطنی ص ۱۰۶-۱۰۷) وہم کے بارے لکھنا اس کی سند صحیح اور راوی ثقہ ہیں۔ یہ بدترین کالا جھوٹ ہے۔

اور یہی بات سیدنا علیؑ سے منسوب موقوف اثر کی تو اس کو درج ذیل محدثین نے ضعیف کہا ہے۔

(۱) امام سفیانؒ نے اس اثر کا انکار کیا۔ (جزء رفع الیدین للبخاری ۱۱)

(۲) امام شافعیؒ سے ثابت تسلیم نہیں کرتے۔ (السنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۸۷)

(۳) امام دارمیؒ اس کو واپس قرار دیا۔ (السنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۸۶)

(۴) امام بخاریؒ نے اس پر جرح کی ہے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری ۱۱)

(۵) ابن الملقن کے نزدیک ضعیف ہے۔ (البدرا المنیر جلد ۳ ص ۴۹۹-۵۰۰)

لہذا مرفوع کے مغالطے کے ساتھ اور موقوف ضعیف کے ساتھ یہ روایت مردود ہے۔

دیوبندی دلیل نمبر (۲)

عبداللہ بن مسعودؓ سے منسوب روایت کہ آپ ﷺ رفع الیدین کرتے تھے نماز کی اول تکبیر میں پھر پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے (یعنی نہ رکوع میں نہ سجدوں میں)۔

تبصرہ: اولاً

(۱) یہ روایت ان کے دعویٰ نسخ کو ثابت نہیں کرتی۔

(۲) یہ روایت دیوبندیوں کے خلاف ہے کیونکہ یہ حضرات وتر اور تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین کرتے ہیں اس روایت کو دلیل بنانے کی صورت میں بیچاروں کی مذہبی خودکشی ہو جائے گی۔

ثانیا: جمہور محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس روایت پر کلام کیا ہے۔ (مسائل احمد و روایۃ ابن احمد جلد ۱ ص ۲۴۰)

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (جز رفع الیدین)

(۳) امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس لفظ پر یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ (ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۹۹، مطبوعہ احیاء التراث العربی)

(۴) امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ (العلل جلد ۵ ص ۱۷۳)

(۵) امام احمد بن عمر و الزار رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (البحر الزخار جلد ۵ ص ۴۷)

(۶) حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ (البدرا المنیر جلد ۳ صفحہ ۴۹۴)

(۷) امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۵)

(۸) امام بغوی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۲۱-۲۲۲)

(۹) حافظ عمر بن علی المعروف ابن الملقن نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (البدرا المنیر جلد ۳ ص ۴۹۴)

(۱۰) امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے۔ (خلاصۃ الاحکام جلد ۱ ص ۳۴۲)

(۱۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (التلخیص الحبیبر جلد ۱ ص ۲۲۲)

ثالثا: اس کی سند کا دار و مدار سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہے جو کہ آئمہ محدثین اور احناف، دیوبند کے نزدیک مدلس ہیں۔ اور علمائے دیوبند مدلس کی بصیغہ عن روایت قبول نہیں کرتے۔

سفیان ثوری علمائے دیوبند کے نزدیک مدلس ہے اور مدلس کی مععن روایت ضعیف ہے۔

(۱) علامہ علاؤ الدین ابن ترکمانی رحمہ اللہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کو مدلس قرار دے کر اس کی روایت کو رد کیا۔

(السنن الکبریٰ مع الجوزہ النقی جلد ۸ صفحہ ۲۶۲)

(۲) علامہ نیموی حنفی سفیان کو مدلس لکھتے ہیں۔ (آثار السنن حاشیہ ص ۱۲۶)

(۳) اسی طرح عبدالغفار دیوبندی کے استاد ماسٹر امین اوکاڑوی نے سفیان کو مدلس تسلیم کیا ہے۔ (مجموعہ رسائل جلد سوم)

(۴) دیوبندیوں کے استاد مولانا لہداد اللہ انور نے سفیان کو مدلس قرار دیا ہے۔ (مستند نماز حنفی ص ۱۸۲)

(۵) دیوبندیوں کے مولانا سرفراز خان صفدر نے سفیان کو مدلس قرار دیا ہے۔ (خزان السنن ۲/۷۷)

(۶) دیوبندیوں کے متفقہ امام مولانا سرفراز خان صفدر نے کہا کہ مدلس راوی عن سے روایت کریں تو وہ حجت نہیں الا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا

کوئی ثقہ متابع ہو مگر یہ یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔ (خزان السنن مقدمہ صفحہ ۱)
 (۷) امین صفدر اوکاڑوی ایک سند کے بارے میں لکھتے ہیں: اس کی سند میں محمد بن اسحاق کا اعتنا ہے جو بالاتفاق ضعف کی دلیل ہے۔

(جزء قرآن تشریح امین اوکاڑوی ص ۷۲)

(۸) دیوبندیوں کے شیخ المحقق مولانا السید محمد حسین نیلوی لکھتے ہیں: حضرت سفیان بن سعید ثوری رحمہ اللہ..... جن کے متعلق صاحب تسکین نے توثیق کے الفاظ لکھے ہیں۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آپ واقعی بہت جلیل القدر امام فقیہ عابد حافظ کبیر تھے مگر تھے مدلس۔ ان کی روایت بھی اگر غیر صحیحین میں عن سے بیان ہو وہ قبول نہیں۔ (ندائے حق جلد ۲ ص ۱۸۱)

(۹) مفتی سید مہدی حسن لکھتے ہیں کہ مدلس کی روایت بذریعہ معتبر نہیں۔ (مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۲۵۹)

(۱۰) سید حسین احمد مدنی نے بھی سفیان کو مدلس قرار دیا ہے۔ (تقریر ترمذی ص ۳۹۱)

لہذا روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کئی اعتبار سے ضعیف ہے۔

دیوبندی دلیل نمبر (۳)

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو رفع الیدین کرتے حتیٰ کہ دونوں کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور دوبارہ رفع الیدین نہ کرتے تھے حتیٰ کہ نماز کا سلام پھیر دیتے تھے۔
 تبصرہ:

(۱) مذکورہ بالا دلیل دیوبندیوں کے خلاف ہے کیونکہ دیوبندی حضرات نماز عیدین اور وتر میں رفع الیدین کرتے ہیں۔

(۲) محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے

حافظ ابن حبان فرماتے ہیں کہ اس روایت کو عراقیوں نے رکوع جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع الیدین کی نفی کے لئے پیش کیا ہے۔ اس روایت میں ثم لم یعد (پھر نہ کرنے) کی زیادتی نہیں تھی۔ کوفیوں نے یزید بن ابی زیاد کو ان کی آخری عمر میں یہ الفاظ رٹا دیئے پھر یزید نے اس کو قبول کر لیا۔ جیسا کہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ انہوں نے مکہ میں اسے ان الفاظ کے بغیر حدیث بیان کرتے ہوئے سنا۔ اور جس شخص کی صناعت علم ہو وہ اس کمزور ترین روایت کو بطور احتجاج ذکر نہیں کرتا۔ (کتاب البحر وحین جلد ۲ ص ۴۵۱)
 امام حمیدی رحمہ اللہ نے بھی اس کے ہم معنی بات نقل کی ہے۔

(مسند حمیدی نسخہ حبیب الرحمن الاعظمی جلد ۲ ص ۳۱۶ روایت نمبر ۷۲۴)

امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی اس کے ہم معنی بات نقل کی ہے۔ (کتاب الام الشافعی جلد ۱ ص ۲۳۴)

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس کے ہم معنی بات نقل کی ہے۔ (سنن الدار قطنی جلد ۱ ص ۳۹۸)

حافظ ابن عدی رحمہ اللہ نے بھی اس کے ہم معنی بات نقل کی ہے۔ (الکامل فی ضعفاء الرجال جلد ۹ ص ۱۶۵)

(۳) اس روایت کے راوی یزید بن ابی زیاد کو جمہور محدثین نے سخت ضعیف اور آخری عمر میں خراب حافظے والا قرار دیا۔
درج ذیل محدثین کے اسمائے گرامی نقل کئے جاتے ہیں جنہوں نے اس راوی پر جرح کی۔

- | | |
|--|--|
| (۱) احمد بن حنبل <small>رحمہ اللہ</small> | (۲) ابن معین <small>رحمہ اللہ</small> |
| (۳) امام عجل <small>رحمہ اللہ</small> | (۴) امام ابو زرہ <small>رحمہ اللہ</small> |
| (۵) امام ابو حاتم <small>رحمہ اللہ</small> | (۶) امام جوزجانی <small>رحمہ اللہ</small> |
| (۷) امام ابن حبان <small>رحمہ اللہ</small> | (۸) امام حاکم <small>رحمہ اللہ</small> |
| (۹) حافظ ابن سعد <small>رحمہ اللہ</small> | (۱۰) امام بردبچی <small>رحمہ اللہ</small> |
| (۱۱) امام ابن خزیمہ <small>رحمہ اللہ</small> | (۱۲) امام نسائی <small>رحمہ اللہ</small> |
| (۱۳) امام دارقطنی <small>رحمہ اللہ</small> | (۱۴) حافظ ابن عدی <small>رحمہ اللہ</small> |

وغیرہم و دیگر محدثین نے یزید بن ابی زیاد کو ضعیف قرار دیا۔

علمائے دیوبند نے بھی یزید بن ابی زیاد کو ضعیف قرار دیا ہے

(۱) امام زیلعی حنفی نے یزید بن ابی زیاد کو ضعیف کہا ہے۔ (نماز پیمبر ص ۸۵)

(۲) اشرف علی تھانوی نے سنن ابی داؤد کی روایت (نمبر ۳۱۵۳) کو یزید بن ابی زیاد کی وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے۔

(نشر الطیب ص ۲۰۵ فصل ۲۷)

(۳) دیوبندیوں کے مؤلف ڈاکٹر محمد الیاس فیصل نے یزید بن ابی زیاد کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (نماز پیمبر ص ۸۵)

(۴) مولوی امداد اللہ انور دیوبندی نے یزید بن ابی زیاد کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مستند نماز حنفی صفحہ ۳۵)

(۵) یزید بن ابی زیاد مدلس ہے

امام سیوطی رحمہ اللہ نے یزید کو مدلسین میں ذکر کیا۔ (رسالہ السیوطی ص ۳۴)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کو طبقہ ثالثہ کے مدلسین میں ذکر کیا ہے۔ (طبقات المدلسین)

دیگر کئی محدثین نے بھی اس کو مدلس قرار دیا اور اسی روایت میں یہ مدلس راوی بھیغہ عن بیان کرتا ہے۔ جو اس روایت کے ضعیف ہونے کے

لیے کافی ہے۔

اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے

حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فہو حدیث ضعیف باتفاق الحفاظ (البدرا المنیر ج ۳ ص ۲۸۷)

اس روایت کو عبد الغفار نے بخاری مسلم کی شرط پر قرار دیا ہے۔ کیا ایسی حدیث بخاری و مسلم کی شرط پر ہوتی ہے؟؟؟

دیوبندی دلیل نمبر (۴)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اقدس ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو رفع الیدین کرتے یہاں تک کہ ہاتھوں کو کندھوں کے برابر کرتے جب رکوع سے سر اٹھاتے اور بعد رکوع کے سر اٹھاتے تو رفع الیدین نہیں کرتے تھے اور بعض راویوں نے کہا کہ دونوں سجدوں کے درمیان میں بھی رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

(صحیح ابی عوانہ حدیث ۲۵۱، مسند حمیدی جلد ۲ ص ۲۷۷)

- (۱) مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ دیوبندی عالم حبیب الرحمن الاعظمی کی تحقیق سے شائع ہوئیں۔ موصوف نے تعصب مسلکی میں اس روایت میں فلا یرفع کا اضافہ کر دیا۔ حالانکہ یہ اضافہ مسند حمیدی کے نسخہ سعید یہ اور نسخہ ظاہریہ میں نہیں ہے۔
- (۲) اسی طرح بلاد عرب میں مسند حمیدی کا جو نسخہ حسین سلیم اسد کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوا اس میں بھی یہ الفاظ نہیں ہیں (ج ص ۵۱۵)۔ آپ نوٹو ملاحظہ فرمائیں۔

(۳) عبدالغفار دیوبندی کی ارسال کردہ نوٹ مسند حمیدی تحقیق حبیب الرحمن الاعظمی ملاحظہ فرمائیں۔ حدثنا الحمیدی قال حدثنا الزہری..... سند مکتوب ہے اور کوئی اہل علم ان الفاظ کے ساتھ اس سند کو صحیح نہیں کہہ سکتا کیونکہ حقیقت میں امام حمیدی رحمہ اللہ اور زہری رحمہ اللہ کے درمیان سفیان کا واسطہ حائل ہے۔

(۴) اسی روایت کے متصل بعد امام حمیدی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا وہ عمل ذکر کر رہے ہیں جو وہ رفع الیدین کے تارک کو کنکریاں مارتے تھے جس سے یہ بات واضح معلوم ہوتی ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع روایت جو اثبات رفع الیدین کی ہے اس کے موافق ان کا عمل ذکر کر کے اس مسئلہ کو موقوف کرنا چاہتے ہیں۔

(۵) امام ابو عوانہ الاصبہانی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب المستخرج میں امام حمیدی کی سند اور الفاظ کے ساتھ یہی روایت ذکر کی ہے جس میں دیوبندی اضافہ فلا یرفع موجود نہیں ہے۔ جس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح معلوم ہوئی۔ حبیب الرحمن الاعظمی نے اس روایت میں گڑبڑ کی ہے۔

- (۶) امام بزار رحمہ اللہ نے یہی روایت نقل کی ہے جس میں مذکورہ اضافہ موجود نہیں۔ (المحضر الزخار المعروف مسند البزار جلد ۱۲ ص ۲۵۲)
- (۷) امام حمیدی رحمہ اللہ رکوع والے رفع الیدین کے قائل ہیں (جز رفع الیدین للبخاری) بلکہ ان کے نزدیک جو روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جاننے کے باوجود رفع الیدین نہ کرے اس کی نماز فاسد و ناقص ہے۔ (فتح المالک بتویب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۵۵)

مسند ابی عوانہ کی پیش کردہ روایت کی وضاحت

- (۱) امام ابو عوانہ نے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تین راویوں سے بیان کیا ہے۔ لہذا یہ تین حدیثوں کے حکم میں ہے۔ اس لئے امام ابو عوانہ (الاسفرائینی) نے انتہائی دیانت داری کے ساتھ روایات کے اختلاف کا بھی ذکر فرما دیا ہے۔ کسی نے کہا: ”یحاذی بہما“ (منکیہ) اور کسی

نے کہا: ”حذو منکبہ“ اسی طرح کسی نے کہا: ”لا یرفعہما“ (بین السجدتین) اور کسی نے کہا: ”لا یرفع“ (بین السجدتین) الفاظ کا اختلاف بیان کرنے کے بعد امام ابو عوانہ نے کہا ”والمعنی واحد“ یعنی معنی و مطلب ایک ہی ہے۔

(۲) اسی حدیث کے راوی سعدان بن نصر کی روایت السنن الکبریٰ للبیہقی میں موجود ہے جو کہ اثبات رفع الیدین کی دلیل ہے۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۳۸۱)

(۳) امام ابو عوانہ رحمہ اللہ نے اس حدیث پر باب باندھا: ”بیان رفع الیدین فی افتتاح الصلوٰۃ قبل التکبیر بحذاء منکبہ والارکوع ولرفع رأسہ من الارکوع، وانہ لا یرفع بین السجدتین“ یعنی ”نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کرنے کا بیان۔“

مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہوا امام ابو عوانہ کا باب اور ”سعدان بن نصر“ کی روایت اور امام ابو عوانہ رحمہ اللہ کا روایت کے الفاظ کا اختلاف ذکر کر کے والمعنی واحد کہنا اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ اس روایت کا تعلق اثبات رفع الیدین کے ساتھ ہے۔

نوٹ: علمائے دیوبند کے اکابرین اور علمائے احناف نے مسند حمیدی اور مسند ابی عوانہ کی روایت کو اپنی تائید میں قطعی طور پر کبھی بھی پیش نہیں کیا۔ بلکہ اسی کمزوری کے پیش نظر دیوبندی شیخ الحدیث فیض احمد نے اس کو درجہ استشہاد میں لکھا۔ لکھتے ہیں مندرجہ ذیل احادیث اگرچہ متکلم فیہ ہیں تاہم درجہ استشہاد و تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔ (نماز مدلل ص ۱۳۱)

عبد الغفار دیوبندی حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا جواب دیتے ہوئے جواب ثالث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خود تکبیر تحریمہ کی رفع الیدین کے علاوہ رکوع و سجود کی رفع الیدین نہیں کرتے تھے بلکہ چھوڑ گئے تھے۔ مثلاً:

عن مجاهد، قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیه الا فی التکبیرۃ الاولی من الصلوٰۃ (قال ابو شعیب اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم)

حضرت امام مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی آپ رضی اللہ عنہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے مگر نماز کی تکبیر اولیٰ کے وقت۔ (اس حدیث کی سند صحیح علی شرط البخاری و مسلم ہے)

الزامی جواب

اس روایت کی سند میں ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ راوی ہے جس کے بارے میں علمائے دیوبند کا نظریہ ملاحظہ فرمائیں:

”ابو بکر بن عیاش قابل اعتماد راوی نہیں ارباب علم نے اسے روایت میں غیر معتبر قرار دیا ہے کیونکہ یہ روایت میں بہت غلطیاں کرتا تھا۔ ذرا میزان الاعتدال میں ابو بکر بن عیاش کا ترجمہ کھولئے۔ لکھا ہے:

(۱) ابو بکر بن عیاش حدیث میں اغلاط کرتا تھا۔

(۲) محمد بن عبد اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

(۳) یحییٰ بن سعید اس پر بالکل اعتبار نہ فرماتے تھے بلکہ جس وقت ان کے سامنے ابن عیاش کا ذکر آتا تو آپ چین بچیں ہو جاتے تھے۔

(۴) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابو بکر بن عیاش کثیر الغلط ہے۔

(۵) عبد اللہ بن مبارک فرماتے تھے کہ ابو بکر بن عیاش حدیث بیان کرنے میں عجلت سے کام لیتا تھا۔ (میزان الاعتدال ترجمہ ابو بکر بن عیاش)

ابو بکر بن عیاش کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ جب اس کی عمر بڑی ہو گئی تو اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ (تقریب التہذیب ج ۲ صفحہ ۳۶۶) “(حقیقی دستاویز فی تائید تاریخی دستاویز صفحہ ۳۸۳)

اس دیوبندی کی جرح کے مطابق یہ بات صاف ظاہر ہے کہ یہ ابو بکر بن عیاش والی روایت ضعیف ہے۔

تحقیقی جواب

اب محمد ثنین کی آراء ملاحظہ فرمائیں:

✽ اس روایت کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”رواہ ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد عن ابن عمر رضی اللہ عنہما“

وہو باطل“ (مسائل احمد بروایت ابن ہانی ۵۰/۱)

ابو بکر بن عیاش عن حصین عن ابن عمر رضی اللہ عنہما والی سند سے روایت باطل ہے۔

✽ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”حدیث ابی بکر عن حصین انما ہو توہم منہ لا اصل لہ“ (جز رفع الیدین ص ۱۶)

یعنی ابو بکر عن حصین والی حدیث وہم ہے اور اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

✽ امام ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس روایت کو منکر قرار دیا ہے۔ (تنقیح کتاب التحقیق جلد ۱ ص ۲۸۹)

دیوبندی دلیل نمبر (۵)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم مکہ مکرمہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے تو ہم نماز کے شروع میں اور نماز کے اندر

رکوع کے وقت رفع الیدین کرتے تھے لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو (ایام اخیرہ میں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے اندر

رکوع کے وقت رفع الیدین کرنا چھوڑ دیا اور شروع نماز (تکبیر تحریمہ) والا رفع الیدین کرتے رہے۔ (اخبار الفقہاء والمحدثین للقرطبی ص

۲۱۴)

تبصرہ:

(۱) یہ کتاب سن ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹۹۹ء میں دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان سے پہلی دفعہ طبع ہوئی۔

(۲) یہ بلا سند کتاب ہے۔ اس کتاب کے شروع میں اس کی کوئی سند مذکور نہیں ہے۔

(۳) اخبار الفقہاء کے مؤلف محمد بن حارث ۳۶۱ھ میں فوت ہوئے۔ اور کتاب کے آخر میں لکھا ہوا ہے ”تم الكتاب والحمد لله حق

حمده وصلى الله على محمد وآله وكان ذلك في شعبان من عام ۴۸۳“ یعنی کتاب مکمل ہو گئی اور سب تعریفیں اللہ کے لیے

ہیں جیسا کہ اس کی تعریف کا حق ہے اور محمد ﷺ اور آپ کی آل پر درود ہو۔ اور کتاب کی تکمیل شعبان ۲۸۳ھ میں ہوئی ہے۔ (ص ۲۹۳) نوٹ: سن تکمیل اور مؤلف کا سن وفات ملاحظہ فرمائیں، ۱۲۲ سالوں کا فرق ہے۔ نامعلوم کتاب لکھنے والا کون ہے۔ لہذا یہ کتاب ہی غیر ثابت شدہ ہے۔

(۴) خود مؤلف کتاب نے اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے۔ کیا شاذ روایت مقبول احادیث میں شامل ہے؟ جب یقیناً نہیں تو اس سے استدلال کیوں کر جائز ہو سکتا ہے؟

☆ اور شاذ روایت کے بارے میں ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی (دیوبندی) نے قاضی ابو یوسف کی نصیحت اپنے شاگردوں کو کی۔ جس کو نہ جانے عبدالغفار دیوبندی نے کیوں نہیں اپنایا؟ لکھتے ہیں: ”پس تم شاذ حدیثوں سے بچو اور ان حدیثوں پر عمل کرو جن پر جماعت کا عمل ہے۔“ (مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۱۷۵)

(۵) اس روایت کے بناوٹی ہونے پر یہ دلیل بھی کافی ہے کہ وہ احادیث و آثار جو مدینہ میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رفع الیدین کرنے والا عمل بیان کرتی ہیں یہ ان کے خلاف ہے۔ جن میں مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی روایت کہ وہ نماز شروع کرتے، رکوع جاتے، رکوع سے سر اٹھاتے، رفع الیدین کرتے اور فرماتے رسول اللہ ﷺ اسی طرح کیا کرتے تھے۔

اسی طرح وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو رفع الیدین کرتے دیکھا۔ اور عبدالغفار دیوبندی نے اپنی تحریر میں سوال نمبر ۱۱ اور سوال نمبر ۲ میں نامعلوم مسائل کے بتائے ہوئے سن آمد مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کو بلا تردید و تکیر قبول کیا جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ روایت بناوٹی ہے۔

(۶) اس کے راوی عثمان بن محمد کا تعین مطلوب ہے۔

(۷) اس قسم کا راوی عثمان بن سوادہ بن عباد مجہول ہے۔

(۸) عثمان بن سوادہ کے حفص سے ملاقات ثابت نہیں۔

قصہ مختصر ان اسباب سمیت دیگر کئی اسباب سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ روایت بناوٹی اور جعلی ہے۔

مغالطات کا رد:

(۱) عبدالغفار دیوبندی لکھتا ہے کہ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ جب دوبارہ سن ۱۰ھ میں حجۃ الوداع کے موقع پر تشریف لائے تو واپس جانے سے پہلے چند نمازیں آپ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہیں ان نمازوں میں بھی یہ وضاحت موجود ہے کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شروع نماز کی ہی رفع الیدین کرتے تھے۔ مثلاً:

عن وائل بن حجر رضی اللہ عنہ مرفوعاً اتیتهم فرأیتهم یرفعون ایدیہم الی صدورہم فی افتتاح

الصلوة و علیہم برانس واکسیہ

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ پھر جب (دوسری مرتبہ) میں ان کے پاس آیا تو میں نے نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شروع میں اپنے سینوں تک رفع الیدین کرتے ہوئے دیکھا اس حال میں کہ ان پر گرم چادریں تھیں۔ (اس کی حدیث صحیح اور راوی ثقہ ہیں) تبصرہ: قارئین محترم! حدیث کے عربی متن سے پہلے عبدالغفار دیوبندی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سن ۱۰ھ میں دوبارہ آمد پر وہ روایت سے یہ کشید کر رہے ہیں کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شروع نماز کی ہی رفع الیدین کرتے تھے۔ اس عبارت سے عبدالغفار دیوبندی کے درج ذیل جھوٹ ظاہر ہوتے ہیں:

(۱) متن حدیث میں کوئی ایک نقطہ بھی ایسا نہیں جو حصر کا فائدہ دے۔ کہ جس کا ترجمہ شروع کی ہی رفع الیدین کیا جائے۔

(۲) رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ

(۳) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جھوٹ

مزید: عبدالغفار دیوبندی نے اس روایت کی سند کو صحیح لکھا ہے۔ حالانکہ اہل علم یہ بات جانتے ہیں کہ راوی ثقہ ہونے کے باوجود بھی بسا اوقات روایت پر ضعف کا حکم لگتا ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر محمد الیاس فیصل دیوبندی نے لکھا ہے تمام راوی ثقہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس روایت کا متن بھی صحیح ہو چونکہ یہاں ثقہ راوی مدلس ہے اور وہ اپنے استاد سے عنعنہ کے ساتھ روایت کرتا ہے۔ (نماز پیمبر ص ۸۶) علمائے دیوبند کے نزدیک شریک راوی ضعیف ہے۔ (درس ترمذی جلد ۱ ص ۱۸۹)

قارئین محترم! اس روایت میں شریک راوی مدلس بھی ہے۔ (رسالہ المدلسین ص ۱۹)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔ بلکہ اس کے برعکس سنن ابی داؤد اور شرح السنۃ میں اسی روایت سے متصل اگلی روایت میں وضاحت موجود ہے۔ کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رفع الیدین فی الصلوٰۃ کرتے دیکھا۔ (ابوداؤد: رقم الحدیث ۷۲۹، شرح السنۃ: رقم الحدیث ۵۶۵)

نوٹ: یہ روایت اپنے شواہد کی وجہ سے صحیح لغیرہ ہے۔ (شاہدہ عند ابی داؤد رقم الحدیث ۷۲۷)

عبدالغفار دیوبندی بحر تناقضات میں غوطہ زن

اپنی اسی تحریر میں جناب نے مسئلہ رفع الیدین پر تین موقف اختیار کئے ہیں۔

(۱) جواز کا اختلاف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا

(۲) رکوع والی رفع الیدین کی روایات مضطرب ہونے کا

(۳) منسوخ ہونے کا

کیا ایک ہی مسئلہ پر بیک وقت یہ تینوں حکم جمع ہو سکتے ہیں؟ مضطرب ہو تو منسوخ نہیں، منسوخ ہو تو اولیٰ غیر اولیٰ نہیں۔

ثانیاً ایک طرف اخبار الفقہاء والمحدثین کی موضوع روایت پیش کر کے مدینہ آتے ہی رفع الیدین متروک ثابت کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنی تحریر میں وفات سے قبل تین ماہ کے اندر اندر رفع الیدین کے ترک و نسخ کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سنت دشمنی نے اتنا اندھا کر دیا کہ اپنے قلم سے نکلنے والے تضادات سے فضیلۃ الشیخ علامہ بے خبر ہے۔

دیوبندیوں کا نیا طریقہ واردات

(۱) مسئلہ ترک رفع الیدین میں پیش کردہ روایات کے بعد عبدالغفار دیوبندی نے قال ابو شعیب اسنادہ وغیرہ کے الفاظ لکھے ہیں۔ کوئی شخص اس سے یہ مغالطہ نہ کھائے کہ اس سے مراد کوئی محدث یا امام نسائی رحمہ اللہ ہیں بلکہ یہ مغالطہ دینے کا نیا طریقہ ہے۔ یہاں ابو شعیب سے مراد عبدالغفار دیوبندی ہے۔

(۲) اسی طرح ذہبی سے مراد امام ذہبی رحمہ اللہ نہیں ہیں۔ بلکہ پندرہویں صدی کے عبدالغفار دیوبندی جعلی ذہبی بنے ہوئے ہیں۔ شاید ان لوگوں نے یہ طریقہ واردات محدثین سے مایوس ہو کر اختیار کیا ہے۔ کیونکہ وہ تو ان کی حمایت نہیں کرتے اس لئے ان کے نام رکھ کر، ان کے القاب اپنا کر ”قال ابو شعیب“ اور ”قال ذہبی“ وغیرہ کے الفاظ استعمال کر کے علامۃ الناس کو دھوکہ دیا جا رہا ہے۔

(۳) سجدوں میں رفع الیدین ثابت کرنے کے لیے مختلف احادیث کے مختلف متون کو ایک متن بنا کر لکھنا اور اس پر صحت کا حکم لگا دینا اس فعل کا مقصد دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے؟؟

دعویٰ نسخ کی حقیقت:

دیوبندیوں کے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی لکھتے ہیں:

”نسخ کی اصطلاحی تعریف کے سلسلہ میں گواہل علم اور اصحاب فن کی تعبیرات مختلف ہیں، لیکن ان کا حاصل یہی ہے کہ ”نسخ شریعت کے ایسے احکام کا نام ہے جس کا مقصد شارع کی جانب سے آنے والے پہلے حکم کو ختم کرنا ہو، اور یہ پہلے سے متصل نہ ہو بلکہ ایک وقتی فاصلہ کے ساتھ

ہو۔“ (قاموس الفقہ جلد ۵ ص ۱۸۶)

مزید لکھتے ہیں:

”نسخ جانے کے ذرائع:

یہ بات ظاہر ہے کہ دو متعارض احکام میں تاریخی اعتبار سے جو پہلے ہو وہ منسوخ، اور جو بعد میں ہو وہ ناسخ ہوگا، لیکن قرآن کی تمام آیات اور آپ ﷺ کی تمام احادیث میں تاریخ اور زمانہ کی تعیین، اور تقدیم و تاخیر کی تحدید ممکن نہیں، اسی لئے کسی حکم کا منسوخ ہونا بعض اوقات شارع کی صراحت سے معلوم ہوتا ہے، بعض اوقات تاریخی شواہد سے اور بعض دفعہ اس کا فیصلہ قرآن سے کیا جاتا ہے۔

اسی پس منظر میں اہل علم نے یہ بحث اٹھائی ہے کہ نسخ کو جانے اور ناسخ و منسوخ کو متعین کرنے کے ذرائع کیا ہیں؟ اہل علم نے اس سلسلہ میں درج ذیل نکات ذکر کئے ہیں:

(۱) شارع کی جانب سے ایسی صراحت منقول ہو جو کسی حکم کے منسوخ ہونے کی بتاتی ہو جیسے آپ ﷺ کا ارشاد:

كنت نهيتكم عن زيادة القبور فزوروها

میں نے قبر کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کر سکتے ہو۔

(۲) صحابی نے کسی حکم کے منسوخ ہونے کی صراحت ہو جیسے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نے ہمیں جنازہ گزرتے وقت کھڑے ہونے کا حکم دیا تھا پھر اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم فرمایا۔

(۳) دو متعارض احکام میں صحابی کے بیان سے تاریخ معلوم ہو جائے کہ کون سا حکم پہلے کا ہے اور کون سا بعد کا؟ جیسے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اگر صحبت میں انزال نہ ہو تو اس صورت میں آپ ﷺ نے غسل کو ضروری قرار نہیں دیا، اور مقام مخصوص کے دھولینے کو کافی قرار دیا لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ فتح مکہ سے پہلے آپ ﷺ کا یہ عمل تھا، فتح مکہ کے بعد ایسی صورت میں آپ ﷺ نے غسل فرمایا کرتے تھے اور صحابہ کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے۔

(۴) کسی حکم کے دوسری نص سے منسوخ ہونے پر امت کا اجماع و اتفاق ہو جائے، جیسے قرآن میں اولاد وغیرہ کے لیے وصیت کا ذکر ہے جس کے مقابلہ میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وارث کے لیے وصیت معتبر نہیں، لا وصیۃ لوارث۔

علامہ حازمی رحمہ اللہ نے نسخ کے جاننے کے بنیادی وجوہ یہی چار لکھتے ہیں۔ “قاموس الفقہ جلد ۵ ص ۱۸۹

تبصرہ: احناف و علمائے دیوبند کے نزدیک نسخ جاننے کے یہ مسلمہ ذرائع ہیں۔ عبدالغفار دیوبندی ان شرائط پر قائم رہتے ہوئے رفع الیدین کا نسخ ثابت کرے۔ اور ثابت کرنے کے لیے ان سمیت ان کی جماعت کو قیامت کی صبح تک موقع دیا جاتا ہے۔ ہاتھ برہانکم ان کنتم صادقین۔ مگر یہ بات یاد رکھیں کہ ان کے شیخ الہند لکھتے ہیں: ”ہم مدعی نسخ نہیں“ اور مزید لکھتے ہیں: ”ہم کو مدعی نسخ کہے جانا بالکل کم عقلی ہے۔“

(ایضاح الادلہ ص ۱۵)

اب دیکھتے ہیں عبدالغفار دیوبندی اپنے شیخ الہند کو کم عقل بناتے ہیں یا خود کو!

نوٹ: جب رکوع والا رفع الیدین دیوبندیوں کو مسلمہ ہے تو نسخ، ترک ثابت نہ ہونے کی صورت میں ہمارا مسئلہ رفع الیدین عند الركوع ثابت ٹھہرا۔ والحمد للہ

درج ذیل دیوبندی اکابرین کے اسمائے گرامی مع حوالہ جات لکھے جاتے ہیں جو رفع الیدین کے جواز کے قائل ہیں۔

- (۱) شاہ ولی اللہ دہلوی (حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۱۰)
- (۲) قاضی ثناء اللہ پانی پتی (ما لا بد منه)
- (۳) ابوالحسن سندھی حنفی (حاشیہ نسائی)
- (۴) مولانا عبدالحی حنفی (التعلیق المجد علی موطا محمد ۸۹-۹۱)
- (۵) حاجی امداد اللہ مہاجرکی (ملفوظات حکیم الامت ج ۱۲ ص ۶۵)
- (۶) مولانا رشید احمد گنگوہی (فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۸)
- (۷) مولانا اشرف علی تھانوی (ملفوظات حکیم الامت ج ۱۲ ص ۶۵)
- (۸) مولانا انور شاہ کاشمیری (نیل الفرقین از مجموعہ رسائل کشمیری جلد ۱ ص ۱۶۱)
- (۹) مولانا سید حسین احمد مدنی (تقریر ترمذی ص ۴۰۱)
- (۱۰) مفتی محمد شفیع (ماہنامہ الشریعہ نومبر ۲۰۰۵)
- (۱۱) مولانا فخر الدین احمد دیوبندی (مجموعہ مقالات جلد ۳ ص ۹۴)
- (۱۲) مولانا ریاست علی بجنوری (مجموعہ مقالات جلد ۳ ص ۹۴)
- (۱۳) مولانا تقی عثمانی (درس ترمذی جلد ۲ ص ۲۶)
- (۱۴) مولانا محمد عثمان غنی (نصر الباری ص ۳۸۶-۳۸۸)

سجدوں کی رفع الیدین اور علمائے دیوبند:

مولانا حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ سجود سے اٹھنے اور سجود سے قبل بالاتفاق رفع الیدین متروک ہے۔ (تقریر ترمذی ص ۴۰۱)

رفع الیدین فی السجود کی حقیقت

حدیث مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

نامعلوم سائل نے سوال کیا سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ جو سن ۹ ہجری میں اسلام لائے ان کی مروی حدیث میں رفع الیدین نبی

اقدس ﷺ سے ثابت ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے جناب عبدالغفار لکھتے ہیں: سیدنا مالک بن حویرث سے مروی صحیح احادیث میں سجدوں کی رفع الیدین کا ثبوت

بھی نبی ﷺ سے ہے۔

☆ جناب کا مطلب یہ ہے کہ اہل حدیث حضرات سجدوں کی رفع الیدین کیوں نہیں کرتے؟ مزید لکھتے ہیں کہ لہذا جو جواب غیر مقلدین کی طرف سے سجدوں کی رفع الیدین کا ہے وہ ہی ہم احناف کی طرف سے رکوع کی رفع الیدین کا سمجھ لیں۔

تبصرہ: موصوف نے سجدوں والی یہ روایت دس کتابوں کے حوالہ سے ذکر کی ہے۔

(۱) مذکورہ روایت کی سند میں سعید (مدلس) جو قتادہ (مدلس) سے صیغہ عن کے ساتھ بیان کرتا ہے اور دوسری سند میں قتادہ (مدلس) صیغہ عن کے ساتھ نصر بن عاصم سے بیان کرتا ہے۔ اور کسی سند میں دونوں مدلسین جمع بھی ہیں لہذا اس کے ضعیف ہونے میں کوئی شک نہیں۔
توضیح: سنن نسائی مجتبیٰ کے نسخہ میں قتادہ سے بیان کرنے والے راوی سعید کا نام شعبہ بن گیا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”نسائی کبریٰ“ میں سعید عن قتادہ عن نصر بن عاصم کی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(السنن الکبریٰ للنسائی جلد ۱ ص ۲۲۸)

عبد الغفار کا پیش کردہ نوٹ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ اس بات پر ہم تین دیوبندی علماء کا حوالہ پیش خدمت کرتے ہیں۔

(۱) علامہ یوسف بنوری لکھتے ہیں: وقع فی نسخة ”النسائی“ المطبوعة بالهند: شعبة عن قتادة بدل سعید عن قتادة، وهو

تصحیف صرح علیہ شیخنا ایضاً فی ”نیل الفرقدین“ وقال فیہ (—۳۲) (معارف السنن جلد ۲ ص ۴۵۶)

اس عبارت سے یہ بات واضح ہوئی کہ علامہ انور شاہ کاشمیری اور علامہ یوسف بنوری شعبہ عن قتادہ کو غلطی قرار دیتے ہیں۔

(۲) مناظر دیوبند مولانا ڈاکٹر منظور احمد مینگل نے بھی یہی بات لکھی۔ (تحفۃ المناظر ص ۲۱۲)

قارئین محترم! کیا ایسی روایت کو بخاری و مسلم کی شرط پر قرار دیا جاسکتا ہے؟

☆ حدیث مالک بن حویرث رحمہ اللہ کے ضمن میں دئیے گئے اکاذیب و مغالطات:

عبد الغفار دیوبندی نے سیدنا مالک بن حویرث رحمہ اللہ کی سجدوں میں رفع الیدین والی حدیث کو صحیح ثابت کرنے کے لئے دس محدثین کے نام پیش کیے۔

قارئین محترم! ان کے پیش کردہ اصل کتب کے نوٹ ملاحظہ فرمائیں۔ کسی ایک میں مالک بن حویرث رحمہ اللہ کی روایت کی تصحیح موجود

نہیں۔ بلکہ امام سیوطی رحمہ اللہ کے زہو الوبی سے بے سند اقوال کی بھرتی کی گئی۔ وہ بھی سنن نسائی کی اجمالی صحت کا بیان ہے۔

ثانیاً: کسی محدث نے اگر نسائی کی روایات کو صحیح قرار دیا تو یہ اجمالی حکم ہے۔ اس سے مراد قطعاً یہ نہیں کہ سنن نسائی کی ہر ہر روایت صحیح ہے۔

عبد الغفار دیوبندی کے استاد ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی نے اس اصول کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سنن نسائی کی کئی احادیث کو ضعیف قرار دیا

ہے۔

(۱) سنن نسائی کی ایک حدیث کو راوی لیث، راوی خالد، سعید بن ابی ہلال کی وجہ سے ضعیف قرار دیا۔ (فتوحات صفدر جلد ۱ ص ۳۸۳-۳۸۴)

(۲) سنن نسائی کی ایک حدیث کو عبد الجبار بن وائل کے اپنے والد سے عدم سماع کی بنا پر اور ابو اسحاق سبعمی پر جرح کی وجہ سے ضعیف قرار دیا۔
(تجلیات صفدر جلد سوم ص ۱۴۲، ۱۴۳)

(۳) امین صفدر اوکاڑوی اپنے مناظرہ میں اہلحدیث عالم مولانا عبدالعزیز نورستانی کی پیش کردہ ایک حدیث نافع بن محمود جو عبادہ بن صامت سے بیان کرتے ہیں۔ (یہ روایت سنن نسائی میں موجود ہے) کو ضعیف قرار دیا۔ (فتوحات صفدر جلد ۳ ص ۲۲۵، ۲۲۸)

تبصرہ: یہ کیسی دورخی ہے اہلحدیث کے خلاف یہ موقف کہ نسائی شریف کی ساری احادیث صحیح ہیں۔ اور اپنے خلاف اگر یہی روایات ہوں تو ان کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے پورا زور لگایا جاتا ہے۔ کیا ایسا کرنے والا **الشیخ، فضیلة الشیخ، المحقق، العلامة** ہوا کرتا ہے؟؟؟

نامعلوم سائل کے سوال کا جواب دینے میں عاجز آ کر عبدالغفار دیوبندی نے سجدوں کی رفع الیدین کا مسئلہ چھیڑ دیا ہے۔ جس میں انہوں نے سیدنا مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ، سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ہر تکبیر کے ساتھ اور سجدوں کی رفع الیدین ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان روایات کی استنادی حیثیت ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور سجدوں کی رفع الیدین

عبدالغفار دیوبندی نے یہاں تین متون حدیث کو ایک متن بنا کر پھر اس پر یہ حکم لگایا کہ اس حدیث کی سند صحیح علی شرط البخاری و مسلم ہے۔

واذا رفع راسه من السجود ايضا رفع يديه حتى فرغ من صلوته وفي رواية واذا ركع واذا سجد وفي رواية رفع يديه مع كل تكبيرة

ترجمہ: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدوں سے سر مبارک اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے اور سجدہ کرتے تو رفع الیدین کرتے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

اب تینوں متنوں اور ان کے تراجم کو علیحدہ علیحدہ تبصرہ سمیت ملاحظہ فرمائیں:

واذا رفع راسه من السجود ايضا رفع يديه حتى فرغ من صلوته

ترجمہ: سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدوں سے سر مبارک اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے حتیٰ کہ نماز سے فارغ ہو جاتے تھے۔

تبصرہ: مذکورہ متن سنن ابی داؤد میں ہے۔ اس کی سند میں وائل بن علقمہ مجہول ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو تصحیف کہتے ہوئے علقمہ بن وائل قرار دیا ہے۔ لیکن پھر بھی دیوبندی اصول کے مطابق یہ روایت ضعیف ہے۔ راوی کی غلطی سے کسی راوی کا نام غلط ہو جائے تو ایسی صورت میں متن حدیث غیر محفوظ ہو جاتا ہے۔ دیوبندی مولانا فقیر اللہ لکھتے ہیں..... کیونکہ اس کا مطلب ہوگا کہ سند میں ایسا راوی ضرور ہے جس نے دانستہ یا نادانستہ راوی

کے نام میں تغیر و تبدل کر دیا ہے۔ ایسی صورت میں اس کی روایت کردہ متن میں تغیر و تبدل سے امن کیسے ہو سکتا ہے؟ جو آدمی اس حل کو کافی سمجھے اسے متن حدیث کو غیر محفوظ ماننا لازم آئے گا۔ (خاتمة الکلام فی ترک القراءة خلف الامام ص ۴۴۶)

وفی رواية واذا رکع واذا سجد

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع کرتے اور سجدہ کرتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

وفی رواية رفع یدیه مع کل تکبیرة

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع الیدین کرتے تھے۔

تبصرہ: یہ روایت المعجم الکبیر للطبرانی میں موجود ہے۔ اس کا راوی عبد الرحمن بن عبد اللہ المسعودی مختلط ہے۔

(تقریب التہذیب ص ۲۰۵ مطبوعہ فاران اکیڈمی)

☆ عبد الجبار بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے اپنے والد سے سنا ہی نہیں۔

(تہذیب التہذیب جلد ۳ ص ۳۱۶-۳۱۷)

☆ قارئین محترم! کیا یہ روایت صحیح بخاری اور مسلم کی شرط پر ہے؟ کیا دیانت و امانت اسی کا نام ہے؟ اور فضیلة الشیخ المحقق العلامة ایسے شخص کو کہتے ہیں جو ہیرا پھیری کرے اور جھوٹ بولے؟؟

☆ عبد الغفار دیوبندی نے عنوان قائم کیا ”سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی سجدوں کی رفع الیدین کی احادیث کو صحیح کہنے والے علماء“ اور اس ضمن میں دس محدثین کے اسماء پیش کئے۔ امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابو داؤد رحمہ اللہ، امام حبان رحمہ اللہ نے متعین طور پر اس روایت کو صحیح نہیں کہا۔ سیوطی رحمہ اللہ کی کتاب ”زہر الربی“ سے بلا سند امام ابن مندہ اور امام ابوطاہر السلفی کا قول قابل احتجاج نہیں۔ اور رہی بات چند اماموں کے روایت لینے اور احتجاج کرنے سے سنن ابی داؤد کی تمام روایات کا صحیح ہو جانا تو اس کے سب سے بڑھ کر دشمن دیوبندی ہیں۔ چار مقام پر رفع الیدین والی حدیث ابی حمید رضی اللہ عنہ (رقم الحدیث ۷۳۰)، سیدنا علی رضی اللہ عنہ (رقم الحدیث ۷۴۴)، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (رقم الحدیث ۷۳۸) فاتحہ خلف الامام کی حدیث عبادہ وغیرہ احادیث سنن ابی داؤد میں ہی ہیں۔ جن کو تعصب مسلکی ضعیف ثابت کرنے کے لیے ناجانے ان لوگوں نے کن کا ادھار کھایا ہے؟

نیز دیوبندیوں کے ممدوح علامہ ابو الفتح ابو غدة حنفی نے علامہ کوثری کے حوالہ سے ایسے نظریات کا رد کیا ہے۔

(قواعد فی علوم الحدیث حاشیہ ص ۸۳-۸۸)

اہل حدیث کے خلاف یہ لوگ سنن ابی داؤد اور سنن نسائی کی تمام احادیث کو صحیح کہنا شروع کر دیتے ہیں اور جب اپنے گھر کی باری آتی ہے تو سنن ابی داؤد اور سنن نسائی سمیت بخاری و مسلم پر بھی ہاتھ صاف کرنے سے نہیں چونکتے۔ اگر یہ لوگ اس ضابطہ کی خود پابندی شروع کر دیں تو ان کی مذہبی خودکشی ہو جائے گی کیونکہ پھر درج ذیل احادیث نسائی و ابی داؤد کی صحت ان کے نزدیک مسلمہ ہو جائے گی۔

(۱) مسئلہ رفع یدین پر حدیث ابی حمید الساعدی، حدیث علی، حدیث ابی ہریرہ

(۲) مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر حدیث نافع بن محمود، حدیث محمد بن اسحاق

(۳) مسئلہ آمین بالجہر کی کئی روایات

(۴) مسح علی الجوزین کی روایات

(۵) شرمگاہ کو ہاتھ لگنے سے وضو ٹوٹنے کی روایات

قارئین محترم! ہم نے بر سبیل تذکرہ یہ چند مثالیں دی ہیں جبکہ ایسی سینکڑوں مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور بیوقوف کے لئے سورج سر بھی نا کافی!

❁ حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما

نامعلوم سائل کا سوال نمبر (۳) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث سے رفع الیدین ثابت ہے، کا جواب دیتے ہوئے لکھا:

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (المتوفی ۷۲ھ) سے بھی مرفوعاً آپ ﷺ سے سجدوں کی رفع الیدین بھی ثابت ہے جس طرح سیدنا

مالک بن حویرث اور سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ مثلاً

یرفع یدیه فی الركوع والسجود وفي رواية كان يرفع یدیه فی کل خفض ورفع وركوع وسجود وقيام

قعود بین السجدين وفي رواية اذا ركع واذا سجد (قال ابو شيبه اسناده صحيح على شرط البخاري و

مسلم)

ترجمہ: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع وسجود میں رفع الیدین کرتے تھے ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رفع الیدین پر جھکتے واٹھتے اور ہر سجدوں میں اور قیام وقعود اور سجدوں کے درمیان میں بھی کرتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رفع الیدین کرتے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔ (اس حدیث کی سند صحیح شرط البخاری و مسلم ہے)

عبدالغفار دیوبندی نے یہاں تین متنوں کو ایک متن بنا کر اس پر یکسر بخاری مسلم کی شرط پر ہونے کا حکم لگایا ہے۔ اب یہ تینوں متن علیحدہ علیحدہ ترجمہ و تبصرہ کے ساتھ ملاحظہ فرمائیں۔

☆ یرفع یدیه فی الركوع والسجود

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع وسجود میں رفع الیدین کرتے تھے۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ ص ۲۶۶ میں یہ روایت ان الفاظ میں ”حدثنا ابو بکر قال حدثنا ابن فضیل، عن عاصم بن کلیب، عن محارب بن دثار قال: رأيتہ یرفع یدیه فی الركوع والسجود فقلت له: ما هذا؟ فقال: كان النبی ﷺ اذا قام من الركعتین کبر ورفع یدیه۔“ ہیں لیکن اسی سند کے ساتھ یہ روایت مسند احمد جلد ۱ ص ۴۵ میں دوسرا نسخہ جلد ۲ ص ۱۹۷ ”حدثنا عبداللہ، حدثنی أبي، حدثنا محمد بن فضیل، عن عاصم ابن کلیب، عن محارب بن دثار قال: رأيت ابن عمر یرفع یدیه كلما

رکع، وکلما رفع رأسه من الركوع، قال: فقلت له: ما هذا؟ قال: كان النبي ﷺ إذا قام في الركعتين كبر ورفع يديه۔‘
اور یہ ضابطہ ہے کہ ایک آیت دوسری آیت کی تفسیر کرتی ہے اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔ مسند احمد کی اس حدیث نے بتا دیا کہ یہ رکوع کے بعد والا رفع الیدین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ محمد عوامہ حنفی نے مصنف ابن شیبہ کی تخریج کرتے ہوئے مسند احمد کی اسی روایت کا حوالہ دیا ہے۔ لہذا اس روایت کو سجدوں کی رفع الیدین کی دلیل بنانا تحکم اور سینہ زوری ہے۔

☆ المعجم الاوسط للطبرانی میں اس روایت کی سند محمد بن عجلان (مدلس) ہیں۔ جو نافع سے صیغہ عن کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے محمد بن عجلان المدنی کو ’المدلسین‘ میں ذکر کیا ہے۔

(رسالہ فی المدلسین من رجال الحدیث ص ۲۸، راوی نمبر ۵۰)

☆ وفي رواية كان يرفع يديه في كل خفض ورفع وركوع وسجود وقيام وقعود بين السجدين
ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رفع الیدین پر جھکتے و اٹھتے اور ہر سجدوں میں اور قیام وقعود اور سجدوں کے درمیان میں بھی کرتے تھے۔
یہ روایت تحفة الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار میں ہے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے اسی روایت کے متصل اس کو شاذ قرار دیا ہے۔
نیز اس کتاب کی ترتیب لگانے والے ابوالحسین خالد محمود الرباط حنفی نے اس روایت کے تحت اس روایت کو شاذ قرار دیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں!
عبدالغفار دیوبندی کا پیش کردہ فوٹو تحفة الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار شاید ان لوگوں کے نزدیک دیانت و امانت اسی کا نام ہے۔
☆ اور شاذ روایت کے بارے میں ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی (دیوبندی) نے قاضی ابو یوسف کی نصیحت اپنے شاگردوں کو کی۔ جس کو نہ جانے عبدالغفار نے کیوں نہیں اپنایا؟ لکھتے ہیں: ”پس تم شاذ حدیثوں سے بچو“ (مجموعہ رسائل جلد ۴ ص ۱۷۵)

وفي رواية اذا ركع واذا سجد

☆ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ رفع الیدین کرتے جب رکوع کرتے اور جب سجدہ کرتے۔
تبصرہ: مسند احمد میں اس کی سند میں اسماعیل بن عیاش، صالح بن کیسان المدنی سے روایت کردہ ہے۔ اور اسماعیل بن عیاش (ضعیف) شامیوں کے علاوہ کسی راوی سے روایت کرنے میں ضعیف ہے۔ اور صالح بن کیسان مدنی ہیں۔ لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

☆ جز رفع الیدین کے حوالہ سے یہ الفاظ جس روایت میں ہیں اس کی سند یوں ہے:

وزاد وكيع عن العمري عن نافع ابن عمر رضي الله عنه

وكيع کی عمری سے ملاقات ثابت نہیں۔

نوٹ: امام بخاری رحمہ اللہ نے قطعاً اس روایت کو صحیح نہیں قرار دیا۔ اس روایت کو صحیح قرار دینے کی نسبت امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف کرنا جھوٹ ہے۔

عبدالغفار دیوبندی نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن الزبیر رحمہ اللہ بھی سجدوں میں رفع الیدین کرتے تھے۔

عن ميمون المكي انه رأى عبد الله بن الزبير رضي الله عنه وصلى بهم يشير بكفيه حين يقوم وحين ركع وحين سجد فقال ابن عباس رضي الله عنه ان احببت ان تنظر الى صلوة رسول الله صلى الله عليه وسلم فاقتد بصلوة عبد الله بن الزبير رضي الله عنه (قال ابو شعيب اسناده حسن)

ترجمہ: امام ميمون مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رحمہ اللہ کو دیکھا کہ انہوں نے نماز پڑھائی اور رفع یدین کیا جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے رکوع کیا اور جب سجدہ کیا (تو رفع یدین کرتے) تو حضرت ابن عباس رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھنا چاہتا ہے تو عبد اللہ بن زبیر رحمہ اللہ کی نماز کی پیروی کر۔ (اس روایت کی سند حسن ہے)

تبصرہ: یہ روایت بنیادی طور پر دو کتب حدیث سے پیش کی گئی ہے۔ (سنن ابی داؤد اور مسند احمد) باقی حوالہ جات مختلف علماء کی کتابوں سے پیش کئے گئے۔ اس روایت کی سند یوں ہے۔

”حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا ابن لهيعة عن أبي هيرة عن ميمون المكي أنه رأى عبد الله بن الزبير“

اس روایت کی سند میں ابن لہیعہ راوی ہے جو علماء دیوبند کے نزدیک ضعیف ہے۔

(احسن الکلام فی ترک القراءة خلف الامام ج ۲ ص ۶۳-۶۴ / درس ترمذی ص ۱۹۶-۱۹۷)

ثانیاً: ابن لہیعہ مدلس بھی ہے۔ (رسالہ فی المدلسین ص ۲۱-۲۲)

اور یہ بھیغہ عن بیان کرتے ہیں۔ اور مدلس کا بھیغہ عن بیان کرنا روایت کو ضعیف ثابت کرتا ہے۔

ثالثاً: دوسرا راوی ميمون مکی مجہول ہے۔ (تقریب التہذیب ص ۳۵۴)

لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

سجدوں کی رفع الیدین اور علمائے دیوبند:

مولانا حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ سجود سے اٹھنے اور سجود سے قبل بالاتفاق رفع الیدین متروک ہے۔ (تقریر ترمذی ص ۴۰۱)

مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں: ”رفع الیدین عند السجود وعند الرفع منه باتفاق متروک ہے“ (درس ترمذی ج ۱ ص ۲۶)

سجدوں کی رفع الیدین کے بارے میں صحت مند موقف

☆ اولاً: ایسی روایات کی صحت ثابت نہیں۔

ثانیاً: ایسی روایات مجمل ہیں کہ جن میں سجدہ کے الفاظ ہیں دیگر روایات توضیح کرتی ہیں اس سے مراد رکوع کے بعد والا رفع الیدین ہے۔ جب سجدہ جانے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں۔

ثالثاً: بصورت تنزل ایسی روایات کو صحیح اور اپنے معنی میں صریح مان لینے کی صورت میں بھی یہ روایات شاذ ہیں۔ جو اپنے سے زیادہ صحیح روایات کی مخالف ہیں۔ اور یہ مسلمہ قاعدہ ہے۔ ثقہ جب اوثق کی اور صحیح اپنے سے زیادہ صحیح کی مخالفت کرے تو وہ روایت شاذ (مردود) ہوگی۔

صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے سجدوں کی عدم رفع الیدین کے بارے میں تین طرح کے جملے بیان کرتے ہیں۔

☆ ولا يفعل حين يسجد (صحیح بخاری رقم الحدیث ۲۸/۷/نسائی رقم الحدیث ۸۷۷/۷/علی شرط البخاری)

کہ آپ ﷺ سجدہ جاتے وقت نہ کرتے۔

☆ وكان لا يفعل ذالك في السجود (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۵/۷/نسائی رقم الحدیث ۸۷۸/۷/علی شرط البخاری)

صحیح مسلم میں ولا يرفعه بين السجدين کے الفاظ ہیں۔

اور آپ ﷺ سجدوں میں رفع الیدین نہ کرتے تھے۔

☆ ولا حين يرفع رأسه من السجود (صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۸/۷/نسائی رقم الحدیث ۸۷۷/۷/علی شرط البخاری)

اسی کے ہم معنی الفاظ صحیح مسلم میں موجود ہیں۔

اور اپنے سر کو سجدوں سے اٹھاتے وقت رفع الیدین نہ کرتے۔

ان احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سجدہ جاتے، سجدہ کے درمیان اور سجدہ سے اٹھتے رفع الیدین رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں

اور یہ روایات متفق علیہا ہیں۔

علمائے دیوبند کے نزدیک احادیث صحیحہ کے مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ وہ حدیث جس کو بخاری و مسلم دونوں بیان کریں۔ دوسرا مرتبہ وہ

حدیث جو صرف بخاری میں مذکور ہو۔ اور تیسرا مرتبہ جو صرف مسلم میں مذکور ہو وغیرہا۔ (علوم الحدیث ص ۹۴، تالیف: دیوبندی مولانا محمد عبید اللہ

الاسعدی، نظر ثانی و تقریظ: دیوبندی محدث عصر حضرت مولانا حبیب الرحمن الاعظمی/درس ترمذی تفتی عثمانی ج ۱ ص ۶۳)

لہذا تفاوت و اختلاف کی صورت میں صحیحین کی روایت کو دیگر روایات پر ترجیح ہوگی۔

رابعاً: دیوبندیوں کے نزدیک (خانہ ساز) تعامل امت کی بنیادی اہمیت ہے۔ معدودے لوگوں کے مقابلہ میں جمہور کو ترجیح دینا بار بار لکھا

اور کہا جاتا ہے۔ اسی اصول کی بنیاد پر ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی (دیوبندی) نے تجلیات صفدر میں جا بجا مسلمہ اصول اور احادیث صحیحہ کا رد کیا

ہے۔ لیکن اہلحدیث کے مقابلہ میں نہ جانے یہ لوگ اس اصول کو کیوں بھول گئے؟؟ اب ان لوگوں نے اہل حدیث، احادیث صحیحہ اور جمہور

امت کے خلاف معدودے لوگوں کو پیش کرنا شروع کر دیا ہے اور دیوبندیوں نے زور لگا کر معدودے لوگوں سے سجدوں کی رفع الیدین دکھائی

ہے۔ جو

رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں۔ اور رہی بات مولانا عبدالحق سلفی رحمہ اللہ، مولانا ابو حفص عثمانی رحمہ اللہ اور شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کے موقف اور

تحریرات کی تو ہمارے علماء میں سے حافظ محمد ایوب صابر رحمہ اللہ نے ”عون الملك المعبود في تحقيق رفع اليدين في السجود“ کے

نام سے اور حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین“ کے جزء ”سجدوں میں رفع الیدین کا مسئلہ“ میں ان کا بہترین

مدلل رد لکھا ہے۔ ہماری جماعت کے ننانوے فیصد (۹۹٪) لوگوں نے سجدوں میں رفع الیدین کے عدم ثبوت کی وجہ سے اس مسئلہ کو اختیار نہیں کیا۔ اور جنہوں نے اپنے فہم و اجتہاد سے اس مسئلہ کو اپنایا ہے وہ احناف کے مسلمہ قاعدے کے مطابق عند اللہ ماجور ہیں، ان شاء اللہ۔

☆ عبدالغفار دیوبندی شاذ روایت کے بارے میں اپنے استاد کی نصیحت کو یاد رکھیں۔

ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی (دیوبندی) نے قاضی ابو یوسف کی نصیحت اپنے شاگردوں کو کی۔ جس کو نہ جانے عبدالغفار نے کیوں نہیں اپنایا؟ لکھتے ہیں: ”پس تم شاذ حدیثوں سے بچو اور ان حدیثوں پر عمل کرو جن پر جماعت کا عمل ہے۔“ (مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۱۷۵)

ایک مظلوم حدیث کا دفاع:

عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کیا کرتے تھے، میں نے ان سے پوچھا تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ وہ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

اور (سیدنا) ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ آپ نماز شروع کرتے وقت، رکوع جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے رفع الیدین کیا کرتے تھے۔

☆ اس روایت کی درج ذیل محدثین نے تصحیح کی ہے۔

(۱) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وقال: رواه ثقات (السنن الکبریٰ للبیہقی، مطبوعہ دار الحدیث ۱۷۷/۲)

(۲) حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ وقال: رواه ثقات (المہذب فی اختصار السنن الکبیر للذہبی ۴۹/۲ ح ۱۹۴۳)

(۳) حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ وقال: رواه ثقات (التلخیص الحبیر لا بن حجر العسقلانی ۲۱۹/۱ ح ۳۲۸)

تبصرہ: عبدالغفار دیوبندی لکھتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں محمد بن فضل السدوسی عارم ابوالنعمان کا حافظہ متغیر ہو گیا۔ جس کی وجہ سے اختلاط کا شکار ہو گیا۔ اور اس کی عقل ضائع ہو گئی۔ اس راوی پر جرح کرتے ہوئے دیوبندی نے تیس (۲۳) حوالے پیش کئے۔ لیکن یہ حوالے بے سود اور بے فائدہ ہیں۔ جب تک وہ یہ ثابت نہ کرے کہ یہ روایت اختلاط کے بعد کی ہے۔ حالانکہ ان کا حافظہ آخری عمر میں خراب ہوا۔ (تقریب العہدیب)

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”حافظہ خراب ہونے کے بعد انھوں نے کوئی روایت بیان ہی نہیں کی۔“ (الکشف جلد ۳ ص ۱۷۴ ق ۵۱۷)

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اختلاط کے بعد اس سے کوئی منکر روایت ظاہر نہیں ہوئی۔“ (سوالات السلمی ص ۱۳۶)

اہم نکتہ:

حدیث کے راوی ابو اسماعیل السلمی نے محمد بن فضل کے پیچھے نماز پڑھی۔ کیا جس کی عقل زائل ہو گئی ہو اس کو کوئی امام بناتا ہے؟؟ لہذا یہ ثابت ہوایہ روایت اختلاط سے پہلے کی ہے۔ یہ روایت بالکل صحیح ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔

چند عبارات کی توضیح:

عبدالغفار دیوبندی لکھتا ہے کہ جواب احادیث صحیحہ سے دیں اور قیاس کر کے شیطان اور تقلید کر کے مشرک نہ بنیں۔

جواب: اہلحدیث قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کو ہی وحی سمجھتے ہیں اور قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے مراد ہر وہ چیز ہے جو ان سے ثابت ہو۔ اجماع کا حجت ہونا اور اجتہاد کا جائز ہونا قرآن حدیث سے ہی ثابت ہے۔ قرآن حدیث کے مقابلہ میں کسی امتی کا قول ماننا ایسی تقلید شرک ہے۔ اور نص کے مقابلے میں قیاس کرنا یقیناً شیطانی عمل ہے جس سے فقہ حنفی اور علمائے دیوبند کی عبارات بھری پڑی ہیں۔

(۱) دیوبندیوں کے متفقہ امام سہروردی صاحب فرماتے ہیں: ”اول من قاس ابلیس“ سے مراد۔۔۔۔۔ اس قیاس سے نص کے مقابلہ میں قیاس مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرشتوں کے ساتھ ابلیس لعین کو بھی اذامرتك سے سجدہ کرنے کا تھا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کے اس صریح حکم کے مقابلہ میں انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقتہ من طین سے قیاس فاسد کر کے خود کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر سمجھا۔ ایسے قیاس کے باطل، فاسد، اور مردود ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے جو نص کے مقابلہ میں ہو۔“ (الکلام المفید ص ۱۳۳)

(۲) مزید لکھتے ہیں کہ ”کوئی بد بخت اور ضدی مقلد دل میں یہ ٹھان لے کہ میرے امام کے قول کے خلاف اگر قرآن و حدیث سے بھی کوئی دلیل قائم ہو جائے تو میں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا تو وہ مشرک ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں لا شک فیہ“ (الکلام المفید ص ۳۱۰)

(۳) ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی لکھتا ہے کہ نصوص قطعیہ کے خلاف قیاس کرنا یا تو کفار و مشرکین کا طریقہ تھا یا یہود کے احبار کا وطیرہ یا شیطان کے کرتوت۔ (تجلیات صفدر جلد ۳ ص ۳۶۲)

عبدالغفار! دوسروں پر تنقید کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔ آپ کے فتوے آپ پر ہی لوٹ رہے ہیں۔

ناسخ و منسوخ کے حوالے سے ایک مغالطہ کا رد:

امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک قاعدہ لکھا گیا ہے کہ محدثین منسوخ حدیثیں پہلے لاتے ہیں اور ناسخ حدیثیں بعد میں لاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں انھوں نے دس محدثین کے حوالے پیش کئے ہیں۔ حالانکہ یہ قطعاً کوئی قاعدہ اور ضابطہ نہیں۔ انہی حوالوں میں سے ان کے قاعدہ کو توڑنے کے لیے اختصار کے ساتھ دو حوالے پیش خدمت ہیں:

① امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ رفع الیدین کرنے کی حدیث پہلے لے کر آئے اور نہ کرنے والی بعد میں لے کر آئے۔ اس سے عبدالغفار کو یہ زعم ہوا کہ رفع الیدین کرنے والا عمل منسوخ ہوا۔ حالانکہ امام ترمذی رحمہ اللہ جامع ترمذی میں رفع الیدین نہ کرنے والی روایت کے بعد رفع الیدین کرنے کی دو حدیثیں لے کر آئے ہیں۔

ایک حدیث ابی حمید الساعدی رحمہ اللہ (ترمذی رقم الحدیث ۳۰۴)

اور دوسری حدیث علی رحمہ اللہ (ترمذی رقم الحدیث ۳۴۲۳)

اب اگر دیوبندی عبدالغفار والا قاعدہ مان لیا جائے تو ترک رفع الیدین منسوخ ثابت ہوا۔ کہ وہ روایت پہلے ہے اور یہ دونوں روایتیں بعد

کی ہیں۔

عبدالغفار ذہبی کا مغالطہ ہے کہ امام نسائی رحمہ اللہ رفع الیدین کرنے والی احادیث پہلے لے کر آئے ہیں اور نہ کرنے والی حدیث بعد میں لے کر آئے ہیں۔ حالانکہ امام نسائی روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بعد کتاب السہو میں حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رقم الحدیث ۱۱۸۳ جس میں رفع الیدین عند الركوع ثابت ہے۔ لہذا عبدالغفار ذہبی کا یہ قاعدہ ٹوٹ گیا۔

والحمد للہ

☆.....☆.....☆

دوسرا حصہ

کیا خلفائے راشدین اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا کرتے تھے؟

عبدالغفار دیوبندی اس ضمن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے رفع یدین نہ کرنے کا ثبوت پیش کرتے ہوئے ایک روایت لکھتا ہے:

”عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی وہ شروع نماز میں یعنی تکبیر تحریمہ کے علاوہ رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔“ (بحوالہ مسند ابی یعلیٰ، المعجم الشیوخ لابی بکر الاسمعیلی، سنن دارقطنی) تبصرہ:

① امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسی روایت کے متصل اس حدیث کے راوی محمد بن جابر کے تفرد کا ذکر کرتے ہوئے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ نہ جانے علامہ محقق نے اس تبصرہ سے کیوں چشم پوشی کی؟

☆ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کو منکر قرار دیتے ہوئے اس روایت کا انھوں نے انکار کیا ہے۔

(کتاب العلل جلد ۱ ص ۱۴۴ رقم ۷۰۱)

☆ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ (الموضوعات ۲/۹۶)

☆ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۲ ص ۱۸۶)

☆ امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کی سند کو مقلوب قرار دیا ہے۔ (البدرا لمیر جلد ۳ ص ۴۹۴)

☆ امام سیوطی رحمہ اللہ نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔ (اللاالی المصنوعہ ج ۲ ص ۱۷)

☆ حافظ ابن الملقن رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (البدرا لمیر جلد ۳ ص ۳۹۴)

ان کے علاوہ دیگر کئی محدثین نے اس روایت کو غیر ثابت اور مقلوب قرار دیا ہے۔

② اس روایت کے راوی محمد بن جابر شدید مجروح ہیں۔

۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ۲) امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ

۳) امام عمرو بن علی رحمہ اللہ ۴) امام بخاری رحمہ اللہ

۵) امام ابو داؤد رحمہ اللہ ۶) امام الترمذی رحمہ اللہ

- (۷) امام ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ (۸) امام یعقوب بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ
 (۹) امام عجل رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ
 (۱۱) امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (۱۲) امام عقیلی رحمۃ اللہ علیہ
 (۱۳) امام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۴) امام الحاکم رحمۃ اللہ علیہ
 (۱۵) امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ (۱۶) امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ
 (۱۷) امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ (۱۸) امام البوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ

(تہذیب التہذیب جلد ۴، الضعفاء للعقلمی جلد ۴ ص ۱۲۰ تا ۱۲۰۹، البحر والتعذیل ابو حاتم الرازی جلد ۷ ص ۲۹۲-۲۹۵، معرفۃ السنن والآثار جلد ۵ ص ۵۵۲-۵۵۳، مجمع الزوائد جلد ۵ ص ۳۲۷)

دیگر کئی محدثین نے محمد بن جابر کو خرابی حافظہ، اختلاط، تلقین اور کتب میں اضافے کی وجہ سے ضعیف اور متروک قرار دیا ہے۔ امام البوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے متعلق فیصلہ کر دیا کہ محمد بن جابر علمائے حدیث کے نزدیک ساقط الحدیث ہے۔

نوٹ: حنفی اور دیوبندی علماء نے بھی محمد بن جابر کو ضعیف قرار دیا۔

- (۱) علامہ زیلعی حنفی (نصب الراية جلد ۱ ص ۱۰۹)
- (۲) علامہ ترکمانی حنفی (الجوہر النقی مع السنن ج ۱ ص ۱۳۵)
- (۳) دیوبندیوں کے مولانا سرفراز خان صفدر (خزان السنن حصہ ۱ ص ۱۷۳)
- (۴) علامہ تقی عثمانی (درس ترمذی جلد ۱ ص ۳۰۲)

لہذا ایسے شدید مجروح، متروک راوی کی روایت سخت ضعیف ہے۔

⑤ اس کی سند بھی حماد بن ابی سلیمان جو آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گیا۔ قدما، امام شعبہ، امام سفیان، امام دستوائی کے علاوہ سب لوگوں نے اسے اختلاط کے بعد بیان کئے ہیں۔

امام نور الدین بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ”ولم یقبل من حدیث حماد الا ما رواہ عنہ القدماء شعبۃ وسفیان الثوری والدستوائی، ومن عدا هؤلاء، رووا عنہ بعد الاختلاط۔“ (مجمع الزوائد جلد ۱ ص ۳۲۳)

یعنی حماد سے صرف وہی روایت قبول کی جائے گی جو قدما، شعبہ، سفیان اور دستوائی نے اس سے بیان کی۔ اور جو ان کے علاوہ ہیں انہوں نے اختلاط کے بعد بیان کیا ہے۔

لہذا یہ روایت ضعیف ثابت ہوئی کیونکہ اس میں حماد بن ابی سلیمان سے بیان کرنے والے محمد بن جابر (سخت ضعیف) ہے۔

ایک الزامی جواب:

محمد بن جابر الیمامی بیان کرتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مجھ سے امام حماد کی کتابیں چوری کی۔ (الجرح والتعذیل جلد ۸ ص ۵۱۴)
اب دو ہی صورتیں ہیں یا تو اس راوی کو محدثین کی تصریحات کے مطابق ضعیف مانا جائے یا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو کتاب چور! دیکھتے ہیں کہ علمائے دیوبند کون سی راہ اختیار کرتے ہیں؟
قارئین محترم! ضعیف + ضعیف = شدید ضعیف، موضوع روایت پر اسنادہ صحیح و رواۃ کہنا دیانت و امانت کا خون کرنا ہے۔ ہم عبدالغفار دیوبندی کو مشورہ دیتے ہیں کہ اصول حدیث اور اسماء جال، فتون حدیث، محدثین کا وظیفہ ہے۔ جس آدمی کو رسوخ فی العلم نہ ہو اس کو اس موضوع پر لب کشائی نہیں کرنی چاہئے۔

دیوبندی دلیل نمبر (۴)

حضرت اسود تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی آپ رضی اللہ عنہ نے صلوٰۃ کے علاوہ پوری نماز میں کسی بھی مقام پر رفع الیدین نہیں کیا۔ (قال ابو شعیب اسنادہ صحیح علی شرط البخاری و مسلم تعلیقا) (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۱، صفحہ ۲۶۸، رقم الحدیث ۱۵)
تبصرہ: اس روایت میں اسود تابعی سے روایت کرنے والے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ مدلس ہیں۔ امام سیوطی رحمہ اللہ نے ان کو مدلسین میں ذکر کیا ہے۔ (رسالہ فی المدلسین ص ۷) اور مدلس کا معنی ضعیف ہے۔

دیوبندی دلیل نمبر (۳)

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رفع الیدین کرتے تھے جب نماز شروع کرتے، پھر پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، جلد ۱ صفحہ ۲۶۷ رقم الحدیث ۳)
تبصرہ: اس اثر کو درج ذیل محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے:

- (۱) امام سفیان رحمہ اللہ نے اس اثر کا انکار کیا۔ (جزء رفع الیدین للبخاری ۱۱)
- (۲) امام شافعی رحمہ اللہ سے ثابت تسلیم نہیں کرتے۔ (السنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۸۷)
- (۳) امام دارمی رحمہ اللہ اس کو واپس قرار دیا۔ (السنن الکبریٰ جلد ۲ ص ۱۸۶)
- (۴) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس پر جرح کی ہے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری ۱۱)
- (۵) ابن الملقن کے نزدیک ضعیف ہے۔ (البدرا لمیر جلد ۳ ص ۴۹۹-۵۰۰)

نوٹ کی وضاحت:

عبدالغفار دیوبندی نے خلیفہ راشد سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی صرف نماز کے شروع میں رفع الیدین ثابت ہے۔ اور نماز میں کسی بھی اور جگہ رفع الیدین آپ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں ہے۔ (مصنف عبدالرزاق جلد ۲ ص ۴۵)

تبصرہ: روایت کے قطعی طور پر یہ الفاظ نہیں ہیں۔ بلکہ کشید کردہ عبارت ہے جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اگر رکوع والا رفع الیدین بیان نہیں کرتے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ رکوع والا رفع الیدین ہی نہیں۔ دیوبندیوں کا مسلمہ قاعدہ ہے عدم ذکر سے عدم شے مستلزم نہیں۔ اور عدم اطلاع سے عدم وجود مستلزم نہیں۔ (مجموعہ رسائل سید مہدی حسن جلد ۱ ص ۲۸۷)

(۲) درس ترمذی از تفتی عثمانی جلد ۱ صفحہ ۶۲

لہذا نوٹ کے ضمن میں دھوکے کے سوا کچھ نہیں ہے۔

دیوبندی دلیل نمبر (۴)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ پوری نماز میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

تبصرہ: اولاً

(۱) یہ روایت ان کے دعویٰ نسخ کو ثابت نہیں کرتی۔

(۲) یہ روایت دیوبندیوں کے خلاف ہے کیونکہ یہ حضرات وتر اور تکبیرات عیدین میں رفع الیدین کرتے ہیں اس روایت کو دلیل بنانے کی صورت میں بیچاروں کی مذہبی خودکشی ہو جائے گی۔

ثانیاً: جمہور محدثین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۱) امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس روایت پر کلام کیا ہے۔ (مسائل احمد و روایۃ ابن احمد جلد ۱ ص ۲۴۰)

(۲) امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (جز رفع الیدین)

(۳) امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس لفظ پر یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ (ابوداؤد جلد اول صفحہ ۱۹۹، مطبوعہ احیاء التراث العربی)

(۴) امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے غیر محفوظ قرار دیا ہے۔ (العلل جلد ۵ ص ۱۷۳)

(۵) امام احمد بن عمر و المزار رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (البحر الزخار جلد ۵ ص ۴۷)

(۶) حافظ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے سخت ضعیف قرار دیا ہے۔ (البرکات الممیر جلد ۳ صفحہ ۴۹۴)

(۷) امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

(۸) امام بغوی رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (شرح السنۃ جلد ۲ ص ۲۲۱-۲۲۲)

(۹) حافظ عمر بن علی المعروف ابن الملقن نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (البرکات الممیر جلد ۳ ص ۴۹۲)

(۱۰) امام نووی رحمہ اللہ نے اس روایت کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے۔ (خلاصۃ الاحکام جلد ۱ ص ۳۴۲)

(۱۱) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (المنہج جلد ۱ ص ۲۲۲)

علاوہ ازیں اس کی سند کا دار و مدار سفیان ثوری رحمہ اللہ پر ہے جو کہ آئمہ محدثین اور احناف، دیوبند کے نزدیک مدلس ہیں۔ اور علمائے دیوبند

مدلس کی بصیغہ عن روایت قبول نہیں کرتے۔

سفیان ثوری علمائے دیوبند کے نزدیک مدلس ہے اور مدلس کی روایت ضعیف ہے

(۱) علامہ علاؤ الدین ابن ترکمانی رحمۃ اللہ علیہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو مدلس قرار دے کر اس کی روایت کو رد کیا۔ (السنن الکبریٰ مع الجوهرائی جلد ۸ صفحہ ۲۶۲)

(۲) علامہ نیوی حنفی سفیان کو مدلس لکھتے ہیں۔ (آثار السنن حاشیہ ص ۱۲۶)

(۳) اسی طرح عبدالغفار دیوبندی کے استاد ماسٹر امین اوکاڑوی نے سفیان کو مدلس تسلیم کیا ہے۔

(۴) دیوبندیوں کے استاد مولانا نالہ داد اللہ انور نے سفیان کو مدلس قرار دیا ہے۔ (مستند نماز حنفی ص ۱۸۲)

(۵) دیوبندیوں کے مولانا سرفراز خان صفدر نے سفیان کو مدلس قرار دیا ہے۔ (خزان السنن ۲/ ۷۷)

(۶) دیوبندیوں کے متفقہ امام مولانا سرفراز خان صفدر نے کہا کہ مدلس راوی عن سے روایت کریں تو وہ حجت نہیں الا یہ کہ وہ تحدیث کرے یا اس کا

کوئی ثقہ متابع ہو مگر یہ یاد رہے کہ صحیحین میں تدلیس مضر نہیں۔ وہ دوسرے طرق سے سماع پر محمول ہے۔ (خزان السنن مقدمہ صفحہ ۱)

(۷) امین صفدر اوکاڑوی ایک سند کے بارے میں لکھتے ہیں: اس کی سند میں محمد بن اسحاق کا عنعنہ ہے جو بالاتفاق ضعف کی دلیل ہے۔

(جزء قرآن تشریح امین اوکاڑوی ص ۷۲)

(۸) دیوبندیوں کے الشیخ المحقق مولانا السید محمد حسین نیلوی لکھتے ہیں: حضرت سفیان بن سعید ثوری رحمۃ اللہ علیہ..... جن کے متعلق صاحب تسکین نے

توثیق کے الفاظ لکھے ہیں۔ ہم اس بات کو مانتے ہیں کہ آپ واقعی بہت جلیل القدر امام فقیہ عابد حافظ کبیر تھے مگر تھے مدلس۔ ان کی روایت

بھی اگر غیر صحیحین میں عن سے بیان ہو وہ قبول نہیں۔ (ندائے حق جلد ۲ ص ۱۸۱)

(۹) مفتی سید مہدی حسن لکھتے ہیں کہ مدلس کی روایت بذریعہ عن معتبر نہیں۔ (مجموعہ رسائل جلد ۲ ص ۳۵۹)

(۱۰) سید حسین احمد مدنی نے بھی سفیان کو مدلس قرار دیا ہے۔ (تقریر ترمذی ص ۳۹۱)

لہذا روایت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کئی اعتبار سے ضعیف ہے۔

مطالبہ روایت

عبدالغفار دیوبندی نے اپنی تحریر میں مطالبہ کیا ہے کہ غیر مقلدین اپنے عمل اور دعویٰ کے مطابق خلفاء راشدین اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سے روایت صحیح سند سے ثابت کریں۔

اس پر عرض ہے عبدالغفار دیوبندی کے استاد ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی نے اپنے شرائط کے مطابق روایات کا مطالبہ کرنا مرزا غلام احمد

قادیانی کی سنت بتائی ہے۔ (مجموعہ رسائل جلد ۱ ص ۱۷۷)

الہمدیث کے خلاف وہ کیوں اس سنت پر گامزن ہے؟

ایک نیا طریقہ واردات:

امین اوکاڑوی اور اس کے ہم مشرب لوگ جب اہل حدیث کے دلائل سے عاجز آ جاتے ہیں تو ایک نئی چال چلتے ہیں کہ یہ اصول تو شوافع کے ہیں تم ان کی تقلید کر کے مشرک نہ بن جانا۔ یہ مسئلہ حدیث میں دکھاؤ، قیاس کر کے شیطان نہ بن جانا۔ حالانکہ بیچارے خود ان اصول حدیث کو اپنانے پر مجبور ہیں تو ان کے نزدیک یہ بھی تقلید شخصی سے بغاوت ٹھہرے گی۔ جبکہ امتی کی بات کو دین میں حجت سمجھنا اور اسے وحی الہی کا درجہ دینا تقلید ہے۔ قرآن و حدیث تک پہنچنے کے ذرائع اپنانا تقلید نہیں اور ان کے نزدیک مقلد کا وظیفہ قول امام ہے اور ادلہ اربعہ وظیفہ مجتہد۔ جس تقلید اور قیاس کو ہم شرک قرار دیتے ہیں ان کے علماء نے بھی اس کو شرک قرار دیا ہے۔

مولانا سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں: ”کوئی بد بخت اور ضدی مقلد دل میں یہ ٹھان لے کہ میرے امام کے قول کے خلاف اگر قرآن و حدیث سے بھی کوئی دلیل قائم ہو جائے تو میں اپنے مذہب کو نہیں چھوڑوں گا تو وہ مشرک ہے۔ ہم بھی کہتے ہیں لا شک فیہ“ (الکلام المفید ص ۳۱۰) ایک اور جگہ لکھتے ہیں: ”اول من قاس ابلیس“ سے مراد۔۔۔۔۔ اس قیاس سے نص کے مقابلہ میں قیاس مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم فرشتوں کے ساتھ ابلیس لعین کو بھی اذ امر نک سے سجدہ کرنے کا تھا۔ اور اس نے اللہ تعالیٰ کے اس صریح حکم کے مقابلہ میں انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین سے قیاس فاسد کر کے خود کو حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر سمجھا۔ ایسے قیاس کے باطل، فاسد، اور مردود ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے جو نص کے مقابلہ میں ہو۔“ (الکلام المفید ص ۱۳۳)

ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی لکھتا ہے کہ نصوص قطعیہ کے خلاف قیاس کرنا یا تو کفار و مشرکین کا طریقہ تھا یا یہود کے احبار کا وطیرہ یا شیطان کے کرتوت۔ (تجلیات صفدر جلد ۳ ص ۳۶۲)

درج بالا حوالوں سے یہ بات واضح ہوئی کہ جس تقلید و قیاس کو ہم شرک قرار دیتے ہیں وہ ان کے علماء کو بھی مسلمہ ہے۔ یاد رہے کہ اہل حدیث اجتہاد کو جائز سمجھتے ہیں کیونکہ اجتہاد کا جائز ہونا قرآن و حدیث سے ہی ثابت ہے اور قیاس اجتہاد کا ایک شعبہ ہے۔ اہل حدیث کے خلاف ان کا یہ طریقہ اختیار کرنا ان کی بوکھلاہٹ کا نتیجہ ہے کہ دلائل سے عاجز آ کر اپنی خفت کو مٹانے کے لئے ایسی بے سروپا باتیں کرتے ہیں۔

امام مالکؒ اور رفع الیدین

(۱) امام بغویؒ فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ کا آخری امر رفع یدین کرنا ہی تھا۔ (شرح السنہ ج ۳ ص ۲۲۱)

(۲) امام خطابیؒ نے بھی یہی بات لکھی ہے۔ (معالم السنن ج ۱ ص ۱۶۷)

(۳) امام عبد اللہ بن وہبؒ نے فرمایا: ”رأیت مالک بن انس یرفع یدیه و اذا افتتح الصلوٰۃ و اذا رکع و اذا رفع من الركوع“ (تاریخ دمشق لابن عساکر ج ۵ ص ۱۳۴)